﴿......اِنَّ الفَضلَ بِيَدِ اللهِ يُؤتِيهِ مَن يشاء☆﴾(آل عمران:٧٤) ﴿......عَسٰى اَن يَبعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً محموداً﴾ (بنی اسرائیل:٨٠)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:— نصیر احمد قمر

جلد ۵ جمعۃ المبارک ۲۹ / مئی ۱۹۹۸ء شمارہ ۲۲

۸/ صفر ۱۴۱۸ ہجری ☆ ۲۹/ ہجرت ۱۳۷۷ ہجری شمسی

مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ؟

کون ہے جو اللہ کی طرف لوگوں کو بلانے میں میرا مددگار ہے

دعوت الی اللہ کے لئے انصار اللہ کی خصوصی ذمہ داری

جرمن قوم آپ کی مہمان نواز ہے اس لئے اس قوم میں تبلیغ کی طرف زیادہ توجہ دیں

(خلاصہ اختتامی خطاب سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ برموقع اجتماع انصاراللہ جرمنی)

(جرمنی) مجلس انصار اللہ جرمنی کے اٹھارھویں سالانہ اجتماع کا اختتام اللہ کے فضل کے ساتھ ۱۷/ مئی ۱۹۹۸ء کو باد کروئس ناخ (Bad Kreuznach) میں ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدر مجلس انصار اللہ اور امیر صاحب جرمنی کو بلا کر اس بات پر خفگی کا اظہار فرمایا کہ نظم پڑھنے والے دوست بغیر داڑھی کے ہیں جبکہ اس بارہ میں حضور انور قبل ازیں ہدایت دے چکے ہیں کہ ہمارے سٹیج پر بغیر داڑھی کے کوئی تلاوت، نظم کے لئے نہیں آئے گا۔ خاص طور پر جس سٹیج پر حضور تشریف فرما ہوں۔ اور آئندہ کے لئے حضور نے تفصیلی ہدایات سے نوازتے ہوئے فرمایا کہ ہماری تقریبات کو دنیا دیکھتی ہے اس لئے اس بات کو خصوصی طور پر مدنظر رکھا جائے۔ چنانچہ حضور انور ایدہ اللہ سے انعامات وصول کرنے کے لئے صرف وہی انصار تشریف لاتے رہے جن کی داڑھیاں تھیں اور حضور انور ان کو دیکھ کر ماشاء اللہ کہہ کر اظہار مسرت فرماتے رہے۔ اختتامی خطاب میں حضور انور نے سورۃ الصف کی آیت نمبر ۱۵ کی تلاوت کی اور فرمایا کہ اس آیت میں چونکہ انصار اللہ کا ذکر آیا ہے اس لئے انصار اللہ سمجھتے ہیں کہ وہ مخاطب ہیں حالانکہ اس میں تمام مومنین کو مخاطب کیا گیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس مضمون کا خیال مجھے کل کی ایک مجلس میں آیا جس میں جرمن دوستوں کو سوالات کی دعوت دی گئی تھی اور اس میں زیادہ تر وہی افراد تھے جو اکثر شامل ہوا کرتے ہیں اس کا مطلب ہے کہ ابھی جرمنوں میں تبلیغ کی طرف پوری توجہ نہیں۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک ارشاد کا حوالہ دیتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ آپؓ نے مجلس انصار اللہ کی بنیاد اسی مقصد کے پیش نظر رکھی تھی کہ خدمت کا میدان خالی پڑا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آج جرمنوں میں تبلیغ کا میدان خالی پڑا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ مجلس انصار اللہ پر میں آج یہ ذمہ داری ڈالتا ہوں کہ وہ اپنے عہد کا پاس کریں اور انتظامیہ کے سپرد میں یہ ذمہ داری کرتا ہوں کہ وہ یہ دیکھیں کہ تمام انصار کسی نہ کسی جرمن کو تبلیغ کر رہے ہوں۔ اس کے لئے ضروری نہیں کہ وہ جرمن زبان جانتے ہوں۔ اس سلسلے میں آڈیو، ویڈیو کیسٹس سے بھی مدد لی جا سکتی ہے۔ اس ضمن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

انصار اللہ ایسے گروہ کے بندے ہیں جواب خدا کے حضور پیش ہوگا

پس جتنے بھی سانس ہیں وہ اللہ کی رضا کی خاطر پیش کر دینے چاہئیں

احمدیوں کے پاس اس کثرت سے نشان آئے ہیں کہ ان کے قدم ڈگمگانے کا کوئی خطرہ نہیں

(خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵/ مئی ۱۹۹۸ء)

جرمنی (۱۵/ مئی): حضور انور ایدہ اللہ نے آج خطبہ جمعہ باد کروئز ناخ (Bad Kreuznach) میں ارشاد فرمایا جہاں مجلس انصار اللہ جرمنی کے ۱۸ ویں سالانہ اجتماع کی کارروائی منعقد ہونا تھی۔ یہاں دو بجنے میں دس منٹ پر پرچم کشائی کی تقریب عمل میں آئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لوائے انصار اللہ اور جرمنی کا جھنڈا لہرایا اور دعا کروائی۔ اس کے بعد حضور انور مارکی میں تشریف لے آئے جہاں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور بعد ازاں نماز جمعہ و نماز عصر جمع کر کے پڑھائیں۔

حضور انور نے خطبہ جمعہ کے آغاز میں تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ البقرہ کی آیات ۲۰۸ تا ۲۱۰ کی تلاوت فرمائی اور حدیث نبویؐ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کو ان آیات کی تفسیر کے طور پر پیش فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ ان آیات کی طرز بیان ظاہر کرتی ہے کہ خدا کی مرضی کو چاہنے والے لحہ لحہ اس بات کا انتظار کرتے ہیں اور اس کی رضا کی خاطر اپنی جان بھی دے ڈالتے ہیں۔ حضور نے مجلس انصار اللہ کے اراکین کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ انصار اللہ ایسے گروہ کے بندے ہیں جواب خدا کے حضور پیش ہوگا۔ پس جتنے بھی سانس ہیں وہ اللہ کی رضا کی خاطر پیش کر دینے چاہئیں۔ اگرچہ اس آیت کا اطلاق

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ اس ہفتہ کے پروگرام ملاقات کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، ۹/ مئی ۱۹۹۸ء:

آج حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ بچوں کی کلاس ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی۔ حضور انور نے تأسف سے فرمایا کہ آج فرینہ قریشی اور طلحہ کو ہم Miss کر رہے ہیں کیونکہ آج صبح فرینہ کی والدہ صاحبہ وفات پا گئی ہیں اور ہم تعزیت کے لئے ایک ریزولیوشن پاس کریں گے۔

آج کی تلاوت بچے نے زبانی کی اور ترجمہ بھی زبانی سنایا۔ حضور نے بچے کو بلا کر پیار کیا اور فرمایا کہ تم ہمارے ماڈل بن گئے ہو۔ یہی میں چاہتا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ اپنے خاص انعام کے لئے میرے دفتر میں آنا۔ اس کے بعد نظم اور تقریر "خدا تعالیٰ کی تائید کے ساتھ خلیفہ ہمیشہ کامیاب و کامران ہوتا ہے" کے موضوع پر ہوئی۔ حضور نے فرمایا کہ آج کا پروگرام جلدی میں تیار کیا گیا ہے کیونکہ جو ایجنڈا کل مجھے دیا گیا تھا وہ میری ہدایات کے خلاف تھا۔ کل کے پروگرام میں نواب محمد علی خان صاحبؓ کی حیات طیبہ کے متعلق دو تقریریں ہونی تھیں۔ حضور کی ہدایت یہ ہے کہ جب خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سے کسی کے بارہ میں تقریر ہو تو خاندان کے کسی ممبر سے اس کی تصحیح کرانا ضروری ہے۔ حضور نے فرمایا کہ چونکہ فوری طور پر ایسا ممکن نہیں تھا اس لئے میں نے کہا کہ کینیڈین رسالے سے مضمون لے کر پڑھ لیا جائے لیکن یہ ہماری عادت کے خلاف ہے۔ ایک اور نظم خوبصورت آواز کے ساتھ سنائی گئی۔ حضور انور نے تعریف فرمائی اور ساتھ ہی معلّمہ کو بہت داد دی اور فرمایا کہ نظم کو بالکل صحیح Punctuation کے ساتھ سنایا گیا۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی سوانح حیات پر تقریر کی گئی۔

اتوار، ۱۰/ مئی ۱۹۹۸ء:

آج انگریزی بولنے والے احباب کے ساتھ ملاقات کا پروگرام تھا۔ اس مجلس میں کئے گئے بعض سوالات اور ان کے مختصر جوابات اپنی ذمہ داری پر درج ذیل ہیں:

☆...... تیسری دنیا کا قرضہ جمع ہو کر کئی بلین تک پہنچ چکا ہے۔ کیا جب برمنگھم میں (G-8) آٹھ بڑے ممالک کے لیڈروں کی کانفرنس ہو گی تو اس بارے میں کچھ کیا جا سکتا ہے؟ نیز کیا مذہب اور اقتصادیات میں کوئی تعلق ہے؟۔ حضور انور نے فرمایا کہ مغربی ممالک کے لوگوں کو محاسبہ کرنا چاہئے کیونکہ تیسری دنیا تو مغرب کی مزدور بن چکی ہے۔ محنت وہ کرتے ہیں اور فائدہ مغرب اٹھاتا ہے۔ مغرب کی اقتصادی پالیسی غلط ہے۔ جب کوئی قرضہ سود پر دیا جاتا ہے تو اس طرح دیا جاتا ہے کہ اس سے کبھی مقروض کو نجات نہیں ملتی۔ اسلام ہمیں بتاتا ہے کہ روپیہ اپنی ذات میں گھٹتا ہے نہ بڑھتا ہے لیکن اس کا استعمال ہے جو اس میں یہ وصف پیدا کر دیتا ہے۔ اسلام سود کے سخت خلاف ہے۔ آنحضرت ﷺ نے بھی فرمایا ہے کہ اگر سود کو بالکل بند کر دیا جائے تو پارٹنر شپ کا سسٹم پیدا ہو گا اس کے نتیجے میں وہ ہر احتیاط اختیار کریں گے کہ نقصان نہ ہو۔ اوائل اسلام میں یہی طریق اختیار کیا گیا۔ حضور انور نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تاجرانہ ترکیبیں جو اسلامی اصولوں پر مبنی تھیں بیان فرمائیں۔

☆......امیر ملکوں کے بہت سے لوگ قدرتی حادثات کے وقت غریبوں کی مدد کرنا چاہتے ہیں آپ کی رائے میں وہ کون سے مؤثر ذرائع ہیں جن سے ایسا کیا جا سکتا ہے؟۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میرے خیال میں مدد بہت کم ہوتی ہے۔ مثلاً جنوبی امریکہ شمالی امریکہ کے بینکوں کو بک چکا ہے۔ اچھے خیالات تو دہریوں میں بھی پائے جاتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ نے انسان کی سرشت میں نیکی رکھی ہے۔ قرآن مجید انسانیت کے ہمدرد لوگوں کی تعریف کرتا ہے لیکن لوگ اقتصادیات کے چکر کو نہیں بدل سکتے۔

☆......ایک اور سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ کوآپریٹو سوسائٹیاں اور کوآپریٹو انشورنس اور کوآپریٹو بینکنگ اسلام میں جائز ہیں لیکن ان سب میں سود داخل کر لیا جاتا ہے جو ناجائز ہے۔ ہمارے تجربے میں یہ بھی آیا ہے کہ کام کرنے والے دیانتدار نہیں تھے۔

☆......اگر اسلام امن کا مذہب ہے تو مسلمانوں میں آپس میں لڑائیاں کیوں ہیں؟ سوال کرنے والے صاحب بدھ تھے۔ حضور انور نے فرمایا، آپ بدھسٹ ہیں تو آپ بتائیں سری لنکا میں کیا ہو رہا ہے۔ یہ اسلئے ہر مذہب میں ہوتا ہے کیونکہ خود غرض لوگ مذہب کو Exploit کر لیتے ہیں۔

☆......نائیجیریا کے ایک نوجوان نے سوال کیا کہ نائیجیریا میں خدا کے فضل سے احمدی مسلمان باعمل ہیں لیکن مسلمانوں کا ایک اور فرقہ انوار الاسلام ان سے اختلاف رکھتا ہے اس کی وجہ کیا ہے اور کیا فرق ہے؟۔ حضور انور نے فرمایا کہ ان لوگوں نے اسلام کہیں بعد اپنایا اور آنحضرت ﷺ کی سنت کو چھوڑ دیا اور مودودی وغیرہ کو Quote کرنے لگے۔ قرآن مجید میں مسائل کا حل تلاش نہیں کرتے۔ حضور انور نے ارتداد کے بارے میں ان لوگوں کے عقیدے پر روشنی ڈالی جو آنحضرت ﷺ اور قرآن کی تعلیم کے بالکل برعکس ہے جس کی یہ تعلیم دیتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کے خلاف ظلم کئے گئے اور لوگ کہتے تھے کہ ہم انہیں مدینہ سے نکال دیں گے۔ صبح آکر کہتے ہم آپ پر ایمان لا کر مسلمان ہو گئے ہیں اور شام کو آکر کہتے ہمارا ایمان واپس کر دو، ہم کافر ہو گئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے یہ سب کچھ برداشت کیا اور کسی کو کوئی سزا نہ دی گئی۔ حضور انور نے پوچھا کیا وہ اصل اسلام تھا یا یہ ہے۔ یہ ہے فرق جو ہم میں اور ان فرقوں میں ہے۔ میرا دعویٰ یہ ہے کہ ہم خدا کے فضل سے قرآن اور سنت پر عامل ہیں۔

☆......فلسطینیوں اور اسرائیلیوں کی موجودہ کشمکش کے بارے میں حضور کی کیا رائے ہے؟ حضور نے فرمایا امریکہ منافقت سے کام لے رہا ہے۔ امریکہ صدام حسین اور اسرائیلیوں سے جدا جدا سلوک کر رہا ہے۔ حضور نے بہت تفصیل کے ساتھ جواب دیا اور فرمایا کہ امریکہ واقعی ڈبل سٹینڈرڈ کا کھیل کھیل رہا ہے۔ افغانستان میں طالبان کو ہتھیاروں اور ڈالر کی مدد کون دے رہا ہے۔ سعودی عرب اتنی مدد نہیں کر سکتا۔ اس کے علاوہ طالبان طالبعلم نہیں بلکہ باقاعدہ ٹرینڈ نوجوان ہیں جو روس اور اسلام کے خلاف استعمال کرنے کے لئے تیار کئے جاتے ہیں۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جو نہ مسلمان ہیں اور نہ انہیں اسلام سے کوئی دلچسپی ہے۔ حضور انور نے مزید بر آں فرمایا کہ میں نے امریکہ میں بہت سفر کیا ہے۔ وہاں کے لوگ Noble اور بہت خوبیوں کے مالک ہیں لیکن حکومت مختلف ہے۔

سوموار، ۱۱ر مئی ۱۹۹۸ء:

آج حضور ایدہ اللہ کے ساتھ ہومیو پیتھی کلاس نمبر ۱۲۵ جو ۲۱ر نومبر ۱۹۹۵ء کو پہلی بار نشر ہوئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔

منگل، ۱۲ر مئی ۱۹۹۸ء:

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۴۶ جو سورۃ حٰم السجدہ کی آیت نمبر ۵ سے شروع ہوئی ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی۔ آیت نمبر ۶ میں فاعمل میں دھمکی کے معنے پائے جاتے ہیں۔ یعنی تم نے جو کہنا ہے کہہ لو اور جو کرنا ہے کر لو۔ نہ ہم نے سننا ہے اور نہ اپنے اعمال کو چھوڑنا ہے۔ جو کرتے ہیں کرتے رہیں گے۔ آیت نمبر ۹ میں حضور نے اجر غیر ممنون کی تشریح فرمائی جس کے ایک معنے اجر غیر محسوب اور ایک دوسرے اجر غیر مقطوع بھی ہیں۔ زیادہ وسیع معنے یہ ہیں کہ خدا اس اجر پر احسان نہیں جتائے گا۔ اس کا احسان عام ہے وہ کوئی شرط نہیں لگاتا۔

اگلی آیت میں تخلیق الٰہی کے مدارج بیان کئے گئے ہیں جن سے آج کل کی سائنس متفق ہے۔ آیت نمبر ۱۰ میں زمین کی پیدائش کے سلسلے میں جو یومین کہا گیا ہے اس سے مراد مکمل دو دن نہیں بلکہ عرصے ہیں جو چھوٹے بھی ہو سکتے ہیں اور بڑے بھی۔ مراد یہ ہے کہ دو مراحل اور دو زمانوں میں پیدا کیا ہے۔ آیت ۱۱ میں فوقھا سے مراد سطح مرتفع یعنی پہاڑی علاقے ہیں۔ مرتفع خطوں میں پہاڑ بنائے اور ان میں خورونوش کے سامان بہم پہنچائے جو چار زمانوں پر منقسم ہیں۔ جو سائل معلوم کرنا چاہیں کہ یہ کیسے زمانے تھے یہ ایک الگ باب ہے جو سائنسی تحقیقات کو دعوت دیتا ہے۔ آیت نمبر ۱۲ میں ثم کا لفظ علاوہ ازیں کے معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ سبع سماوات سے زمین کے وہ سات کُرے مراد ہوئے ہیں جو اس کے گرد لپٹے ہوئے ہیں۔ اور جن میں سے ہر کرہ زمین کے لئے مختلف فوائد اپنے اندر رکھتا ہے اور جن کا ہونا انسانی زندگی کی بقا کے لئے از حد ضروری ہے۔ سائنس والوں کی تحقیقات بھی یہی گواہی دیتی ہے۔ جن دو عرصوں کا ذکر آیت ۱۳ میں ہوا ہے ان کا قطعی علم ہو چکا ہے اور واقعی انہیں دو عرصوں میں بانٹا گیا ہے۔

بدھ، ۱۳ر مئی ۱۹۹۸ء:

آج ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۴۷ ریکارڈ ہوئی اور براڈکاسٹ کی گئی۔ حضور انور نے فرمایا کہ آج سے ترجمۃ القرآن کلاس دوبارہ اپنی پرانی طرز پر شروع کر دی گئی ہے جیسے پہلے ہوتی تھی۔ حضور نے فرمایا کہ جتنا بھی ترجمہ ہو چکا ہے وہ اسی طرح ہوا ہے جیسے آپ کے سامنے کیا گیا۔ یہ صرف نمونہ تھا جو آپ نے چکھا ہے اس لئے سبق یہ ہے کہ علماء کو Points لکھ لکھ کر بھیجنے میں جلدی نہیں کرنی چاہئے۔ میرا زور اس بات پر تھا کہ آیات کا آیات کے ساتھ جوڑ اور تعلق سمجھا دوں۔

آیت نمبر ۲۴ میں بتایا گیا ہے کہ تم اس گمان کی وجہ سے کہ تم پر کوئی گواہ نہیں اٹھیں گے، تباہ ہو گئے۔

حضور انور نے جلود کی گواہی کی اہمیت پر روشنی ڈالی کہ آنکھیں ضائع ہو جاتی ہیں اور کان بھی بہرے ہو سکتے ہیں لیکن جتنے بھی کھدائیوں میں ڈھانچے مل رہے ہیں ان میں جلد کی گواہی سب سے زیادہ اہم ہے کیونکہ جلد کے ہر Cell میں خدا تعالیٰ نے زندگی کے بنیادی کوائف رکھ دیئے ہیں۔ کلوننگ بھی جلد سے ہی ہوتی ہے اس لئے جلد سے زیادہ دیرپا اور باوثوق گواہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ لاکھوں سالوں سے ہلاک شدہ ڈائناسور کی جلد سے لئے گئے Cells سے کلوننگ کی تجاویز زیر غور ہیں۔

اگلی آیت میں ایسے لوگوں کی نفسیاتی کیفیت اس طرح بیان کی گئی ہے کہ ہم نے ان کے لئے ایسے ایسے ساتھی مقرر کر دیئے جو ان کو ان کے اعمال اچھا کر کے دکھاتے تھے لیکن خود وہ اپنے دل میں خوب جانتے تھے کہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں وہ ٹھیک نہیں۔ آیت نمبر ۲۸ میں کافروں کا قرآن مجید کی تلاوت کو نہ سننے دینا اور شور ڈالنے کا مشورہ دینا اس بات کا ثبوت ہے کہ اگر وہ قرآن مجید کو سن لیں گے تو آنحضرت ﷺ کا موقف سچا ثابت ہو گا۔ حضور نے فرمایا یہ دلیل ان کے خلاف ہے اور ان کے نفس کا اندرونی اعتراف ہے کہ قرآن کی صداقت سے نہ متاثر ہونے دینے کا ایک ہی طریق ہے کہ اسے سننے ہی نہ دیا جائے ورنہ دل پر اثر ضرور کرے گا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر ہدایت کو اپنا کام کرنے دیا جائے تو وہ ضرور غالب آتی ہے۔

آیت نمبر ۳۱ میں رب کے بندوں کی حالت بتائی گئی ہے۔ وہ اس طرح کہ جو کہتے ہیں کہ ہمارا رب تو اللہ ہے اور پھر استقامت کے ساتھ اس دعوے پر قائم رہتے ہیں ایسے لوگوں کو ضرور آزمایا جاتا ہے اور انہیں اس مسلک سے ہٹانے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن نہیں ہٹا سکتے۔ پھر سچائی کے ظاہری آثار نظر آنے لگتے ہیں۔ یہ دلیل ہوتی ہے کہ انہوں نے دیانتداری اور استقامت سے کام لیا ہے۔ اور یہ علامتیں ظاہر ہوتی ہیں کہ فرشتے اُن کے ساتھ ہیں۔ وہ کسی نقصان وغیرہ پر کوئی غم نہیں کرتے۔ سوال یہ ہے کہ لوگوں کو کیسے دکھائی دے کہ فرشتے ایسے لوگوں کا ساتھ اس دنیا میں دیں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دنیا میں بھی یہ لوگ محروم نہیں کئے جائیں گے۔ دین کے غلبہ کے بعد وہ سلطنتیاں ظاہر ہوتی ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ جو فاقوں کی وجہ سے غش کھا کر گر جایا کرتے تھے ایک وقت آیا کہ کسریٰ کے ہیروں جڑے رومال پر تھوک دیا۔ آیت نمبر ۳۴ میں احسن قول کی برتری پر روشنی ڈالی گئی ہے یعنی احسن قول سے اللہ کی طرف بلائے اور عمل سے بھی۔ قول اور فعل میں ہم آہنگی دکھائے اور خدا تعالیٰ کے سامنے ہر طرح سر اطاعت خم کرے۔

جمعرات، ۱۴ر مئی ۱۹۹۸ء:

آج حضور انور کے ساتھ ہومیو پیتھی کلاس نمبر ۱۲۶ نشر مکرر کے طور پر براڈکاسٹ کی گئی۔

جمعۃ المبارک، ۱۵ر مئی ۱۹۹۸ء:

آج حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ۱۱ر مئی ۱۹۹۸ء کو فرنچ بولنے والے زائرین کے ساتھ ریکارڈ کی گئی ملاقات براڈکاسٹ کی گئی۔ سوال اس طرح تھے:

☆......کیا الانجاہ محمد احمدی تھے؟ حضور نے فرمایا حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کے زمانے میں وہ احمدی ہوا لیکن وہ Racism کا حامی تھا۔ میں خوش ہوں کہ وہ غائب ہو گیا۔

☆......سوڈان میں پھر سے قحط عود کر آیا ہے۔ اس کا Long Term علاج کیا ہے؟ حضور نے فرمایا اس کا علاج انہیں خود ڈھونڈنا چاہئے۔ سوڈان پیٹرول والا علاقہ ہے۔ سامان خوراک باہر سے بھی منگوایا جا سکتا ہے۔

☆......مصر کی تہذیب میں اہرام مصر کی کیا اہمیت ہے؟ حضور نے اس سوال کا جواب بہت تفصیل کے ساتھ ارشاد فرمایا اور سنٹرل امریکہ کے اہرام کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا اور ان قدیم صناعوں کی حساب دانی اور علوم نجوم پر بہت حیرت کا اظہار فرمایا۔

☆......ہومیو پیتھی کے متعلق ایک شخص نے کہا کہ میں کلاسیکل ہومیو پیتھی جانتا ہوں اور اس کے مطابق بعض دوائیں بعض پر اثر نہیں کرتیں۔ اس کے جواب میں حضور انور نے ہومیو پیتھی کے موجد ہائنمن کے تجربات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ حضور نے فرمایا مجھے اقرار ہے کہ میں کلاسیکل ہومیو پیتھی نہیں کر سکتا اور اس سلسلہ میں Acconite دوائی کی مثال دے کر سمجھایا۔

(امتہ المجید چوہدری)

قرض کی احسن رنگ میں ادائیگی کی تاکید

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا۔ آپ سے قرض ادا کرنے کا تقاضہ کیا اور بڑی گستاخی سے پیش آیا۔ آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ کو بڑا غصہ آیا اور اسے ڈانٹنے لگے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے کچھ نہ کہو کیونکہ جس نے لینا ہو وہ کچھ کہنے کا بھی حق رکھتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا اسے اس عمر کا جانور دے دو جس عمر کا اس نے وصول کرنا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اس وقت اس سے بڑی عمر کے جانور موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا وہی دے دو۔ کیونکہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنا قرض زیادہ عمدہ اور اچھی صورت میں ادا کرتا ہے۔ اس شخص نے جاتے ہوئے کہا آپ نے ادائیگی کی اور بہت اچھی ادائیگی کی۔

(بخاری کتاب الاستقراض باب استقراض الابل و حسن القضاء)

☆......☆......☆......☆

آخری دنوں تک سرسبز رہنے والی ذریت طیبہ کے ایک درخشندہ گوہر

مجسم اخلاص ووفا حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی

دلآویز شخصیت

مسعود احمد دہلوی۔ سابق ایڈیٹر روزنامہ الفضل ربوہ

حضرت مرزا منصور احمد صاحب حسب وعدۂ الٰہی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کبھی نہ منقطع ہونے والی اور آخری دنوں تک سرسبز رہنے والی ذریت کے ایک درخشندہ گوہر تھے۔ اس درخشندہ گوہر کے لئے خدائے قادر و قدوس نے ترقی کی راہیں ہموار کرنے والے ابتلاؤں کے بعض نازک ادوار میں خلفائے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ربوہ میں مقرر کردہ امیر مقامی کی حیثیت سے اہم اور عظیم الشان خدمات سرانجام دینا مقدر کر رکھا تھا۔ چنانچہ وقت آنے پر اس گوہر آبدار کے وجود میں خدا تعالیٰ کی یہ تقدیر بڑی شان سے پوری ہوئی اور اس منتخب و مقبول وجود کو خدا تعالیٰ اور اس کے بنائے ہوئے خلفائے سلسلہ کی نگاہ میں سرخرو کرنے کا موجب بنی۔

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبشر اولاد میں سے حضورؑ کے تیسرے فرزند حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند اکبر تھے۔ اس لحاظ سے آپ کو حضرت اقدسؑ کی تیسری نسل کے ان نامور بندگان خدا میں شمولیت کا شرف حاصل تھا جنہوں نے اپنے جلیل القدر اور عظیم المرتبت بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی زندگیاں خدا کی راہ میں وقف کئے رکھیں اور جماعت کے مختلف کلیدی عہدوں پر فائز رہ کر اپنے اپنے رنگ میں اہم اور عظیم الشان خدمات سرانجام دینے کی توفیق پائی اور اس طرح انہوں نے بھی آنے والی نسلوں کے لئے خدمت و فدائیت کی ایک ناقابل تقلید مثال قائم کر دکھائی۔

خدمات جلیلہ کی کسی قدر تفصیل

جیسا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ر دسمبر ۱۹۹۷ء میں واضح فرمایا، حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے الہامی بشارتوں کے عین مطابق خلاف توقع طویل عمر پائی۔ اور آپ خلیفہ وقت کی طرف سے تفویض کردہ اختیار کے نتیجہ میں صاحب امر قرار پا کر ربوہ میں امیر مقامی کی حیثیت سے طویل عرصہ تک خدمات جلیلہ سرانجام دینے کی توفیق پاتے چلے گئے۔ حضور ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ میں اس امر کو کسی قدر تفصیل سے بیان فرمایا کہ مقدرات الٰہیہ کی رو سے بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ خدا کی طرف سے جو بشارتیں کسی خاص وجود میں پوری ہوتی ہیں۔ اس لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کے بارہ میں خلاف توقع لمبی عمر پانے اور صاحب امر بنائے جانے پر مشتمل جو الہامی بشارتیں ملی تھیں وہ آپؓ کے فرزند حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے وجود میں بڑی شان سے پوری ہوئیں۔ یہ بشارتیں حضور علیہ السلام کو درج ذیل الہامات کی شکل میں ملی تھیں:

(۱) عَمَّرَہُ اللّٰہُ عَلٰی خِلَافِ التَّوَقُّعِ

(۲) اَمَّرَہُ اللّٰہُ عَلٰی خِلَافِ التَّوَقُّعِ

(بحوالہ تذکرہ طبع سوم صفحہ ۷۲۰)

چنانچہ ان بشارتوں کی رو سے حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کو خلاف توقع لمبی عمر عطا ہوئی۔ عارضۂ قلب لاحق ہونے کے باوجود آپ نے آخری سانس تک عظیم الشان خدمات سرانجام دے کر اور ۸۶ سال عمر پا کر وفات پائی اور آپ طویل ترین عرصہ کے لئے امیر مقامی بھی بنائے گئے۔

یوں تو حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں بچپن ہی سے ہر اہم تاریخی موقع پر موجود رہنے اور اپنی عمر کے مطابق خدمات بجا لانے کی توفیق ملتی چلی گئی۔ پھر آپ نے مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس انصار اللہ کے تنظیمی امور میں بڑی سرگرمی سے حصہ لے کر اور اہم عہدوں پر فائز رہ کر کارہائے نمایاں سرانجام دئے لیکن عظیم تر ذمہ داریوں کا اہل بنانے والی پختہ عمر شروع ہونے پر آپ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے متعدد مرکزی عہدوں، مثلاً ناظر امور عامہ، ناظر امور خارجہ، ناظر ضیافت، ناظر زراعت وغیرہ پر درجہ بدرجہ ترقی کرتے ہوئے ناظر اعلیٰ اور صدر، صدر انجمن احمدیہ کے بلند مناصب پر فائز ہوئے۔ ناظر اعلیٰ کے منصب پر تو آپ مسلسل ۲۶ سال تک فائز رہے۔ اس دوران ایک نہیں بیک وقت کئی کئی نظارتیں آپ کے زیر انتظام رہیں اور آپ نے مختلف النوع ذمہ داریوں کو ایک ساتھ بہت خوبی اور خوش اسلوبی سے نبھایا اور آخر میں تو ناظر اعلیٰ کے ساتھ صدر، صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے بلند ترین منصب پر فائز ہونے کی وجہ سے انجمن کے ہمہ گیر نوعیت والے معاملات کی نگرانی آپ کے وسیع حیطۂ کار میں آشامل ہوئی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے حسب بشارت اس سے بھی بلند تر منصب پر فائز کیا جانا آپ کے لئے مقدر کر رکھا تھا۔ عظیم تر ذمہ داریوں کا حامل وہ عظیم تر منصب ربوہ میں خلیفۂ وقت کی طرف سے بار بار امیر مقامی مقرر کئے جانے سے عبارت تھا۔ سابقہ مناصب کے ساتھ ساتھ آپ نے اس عظیم منصب کی عظیم ذمہ داریوں کو بھی بہت خوبی اور عمدگی سے نبھا کر خلیفہ وقت کی خوشنودی کا خصوصی اعزاز حاصل کیا۔

ربوہ میں امیر مقامی مقرر ہونے کا آغاز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے عہد خلافت میں ہوا۔ حضور رحمہ اللہ جب بھی اندرون ملک یا بیرون ملک تبلیغی اور تربیتی دوروں کے سلسلہ میں ربوہ سے باہر تشریف لے جاتے تو ربوہ میں امیر مقامی مقرر ہونے کا شرف اکثر و بیشتر آپ ہی کے حصہ میں آتا۔ ناظر اعلیٰ مقرر ہونے سے پہلے آپ نو (۹) مرتبہ امیر مقامی مقرر ہوئے اور ناظر اعلیٰ کے منصب پر مقرر ہونے کے بعد تو ضرورت پڑنے پر امارت مقامی کا اعزاز عملاً آپ ہی کے لئے مخصوص ہو گیا۔ خلافت ثالثہ اور خلافت رابعہ کے ادوار میں مجموعی طور پر آپ کو ۴۵ مرتبہ امیر مقامی بنایا گیا۔ ۱۹۸۴ء میں جب خدائی تقدیر کے تحت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو لندن نقل مکانی کرنا پڑی تو اس وقت کے پُرآشوب حالات میں امارت مقامی کی نہایت گرانبار اور نازک ذمہ داری آپ ہی کو سونپی گئی جسے آپ نے کمال جرأت اور حوصلہ مندی، فراست و معاملہ فہمی اور دانائی و دانشمندی سے زندگی کے آخری سانس تک مسلسل چودہ سال نبھایا۔ اس طرح مجموعی طور پر جماعت احمدیہ کی تاریخ میں طویل ترین عرصہ کے لئے امیر مقامی ہونے کا خصوصی اعزاز آپ کے حصہ میں آیا۔

مذکورہ بالا جملہ کلیدی مناصب کی ذمہ داریاں ادا کرنے کے علاوہ شرف و بزرگی کے آئینہ دار ایک اور منصب پر فائز ہونے کا اعزاز بھی بطور خاص آپ کو عطا ہوا اور وہ ہے جماعت احمدیہ کی مرکزی مجلس شوریٰ کی صدارت کا اعزاز۔ اس بزرگ اور بلند پایہ مجلس کا مخصوص دینی ماحول، روحانی فضا اور مشاورت کے اسلامی آداب کی پاسداری کو پوری طرح ملحوظ رکھتے ہوئے اور سب نمائندگان سے اس کی کماحقہ پابندی کراتے ہوئے آپ نے اس ذمہ داری کو بھی سالہا سال تک بڑے پُروقار انداز میں کامیابی سے نبھایا۔

آپ کی غیر معمولی ظاہری و باطنی صلاحیتوں کا راز

اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب سے خلفائے سلسلہ عالیہ کے زیر ہدایت و رہنمائی اہم اور عظیم الشان کام لینا تھے اسی لئے اس جلیل الذات قادر و قدوس ہستی نے آپ کو بھی غیر معمولی ظاہری و باطنی صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ جوں جوں آپ جماعت میں درجہ بدرجہ اہم اور پھر کلیدی عہدوں پر فائز ہوتے چلے گئے اور آپ کی ذمہ داریوں میں بتدریج اضافہ ہوتا چلا گیا آپ کی صلاحیتیں نمایاں سے نمایاں ہو کر اپنا اثر دکھاتی اور احباب جماعت کو اپنا گرویدہ بناتی چلی گئیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے عالی مرتبت و صاحب منزلت والد بزرگوار حضرت مرزا شریف صاحبؓ کی ولادت کے موقع پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے عالم کشف میں آسمان پر ایک ستارہ دیکھا جس پر لکھا تھا "مُعَمَّرُ اللّٰہ" (تذکرہ طبع سوم صفحہ ۲۷) اس کے معنے ہیں خدا کی طرف سے عمر پانے والا۔ یہ کشف بھی حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے وجود میں بڑی شان سے پورا ہوا۔ کیونکہ یہ آپ ہی ہیں جنہوں نے ۸۶ سال کی عمر پائی۔ لیکن اس کشف میں آپ کے دوسروں کو فیض پہنچانے والے اوصاف حمیدہ اور اعلیٰ صلاحیتوں کی طرف بھی اشارہ موجود تھا کیونکہ مُعَمَّرُ اللّٰہ کے الفاظ حضور علیہ السلام کو روشنی دینے والے ستارہ پر لکھے ہوئے دکھائے گئے تھے۔ ستارہ اس امر پر دال تھا کہ طویل عمر پانے والا یہ وجود من جانب اللہ نور سے منور کیا جائے گا یعنی وہ بھی دوسروں کو فیض پہنچانے والی صفات اور صلاحیتوں سے مزین ہوگا۔ جہاں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کشف میں آسمان پر ایک ستارہ میں مُعَمَّرُ اللّٰہ کے الفاظ لکھے ہوئے دکھائے گئے وہاں آپ کو اسی مفہوم کا ایک اور الہام بھی درج ذیل الفاظ میں ہوا:

مُعَمَّرُ اللّٰہِ — نُورٌ — مُنَوَّرُ اللّٰہِ

(تذکرہ طبع سوم صفحہ ۸۰۴)

(ترجمہ: اللہ کی طرف سے عمر دیا ہوا - نور - اللہ کا روشن کیا ہوا)

صاف ظاہر ہے مندرجہ بالا کشف میں بتلایا گیا تھا کہ اللہ کی طرف سے عمر پانے والا یہ وجود اللہ کی طرف سے روشن کئے ہوئے ایک نور کی مانند ہوگا۔ چنانچہ یہ نور اللہ کی طرف سے عمر پانے والے حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے وجود میں مادی، روحانی اور ظاہری و باطنی اوصاف، بلند اخلاق اور غیر معمولی صلاحیتوں کی شکل میں ظاہر ہوا اور اس شان سے ظاہر ہوا کہ آپ کے کندھوں پر مختلف ادوار میں خلفائے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے جو بھی عظیم ذمہ داریاں ڈالی گئیں آپ ان ذمہ داریوں کو کمال خوبی اور خوش اسلوبی سے ادا کرنے میں ایک کامیابی کے بعد دوسری کامیابی سے ہمکنار ہوتے چلے گئے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے منور کئے ہوئے ایسے وجود خاص کے اوصاف حمیدہ میں سے چند اوصاف کا تذکرہ بے محل نہ ہوگا۔

چند اوصاف حمیدہ کا تذکرہ

(۱)......الہام کے جزو مُنَوَّرُ اللّٰہِ کی رو سے عبادات اور دعاؤں میں شغف اور دیگر روحانی مشاغل سے لگاؤ واضح ہے۔ اسی کے زیر اثر آپ کو خلافت احمدیہ کی عظمت و اہمیت اور اس کے ساتھ گہری وابستگی اور اطاعت کی روح سے مملوء خادمانہ تعلق کی اہمیت کا خاص عرفان بخشا گیا تھا۔ اسی لئے آپ نے اپنی طویل زندگی میں خلیفہ وقت کی اطاعت میں محویت کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کیا اور دربارِ خلافت سے ملنے والے ہر حکم کو کامل تابعداری سے بجا لا کر اہم اور عظیم ذمہ داریاں کمال حسن و خوبی سے انجام دینے کی توفیق پائی۔

(۲)......مزید برآں آپ کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اسی تعلق میں ایک اور الہام "وہ بادشاہ آیا" کے رو سے بحمد اللہ ایک بارعب شخصیت عطا کی گئی تھی۔ آپ کی شخصیت کا یہ خداداد رعب دنیوی اور ظاہری شان و شوکت والا رعب نہ تھا بلکہ روحانیت کے پرتو اور عکس کے نتیجہ میں یہ آپ کو عطا کیا گیا تھا۔ کیوں نہ ایسا ہوتا جبکہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اپنے اور اپنے حقیقی پیروؤں کے متعلق فرمایا تھا:

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار
ہم تو بستے ہیں فلک پر اس زمیں کو کیا کریں
آسماں کے رہنے والوں کو زمیں سے کیا نقار

اسی لئے آپ کو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اسی تعلق میں ہونے والے ایک اور الہام اَمَّرَہُ اللّٰہ کی رو سے خلفائے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے بار بار امیر مقامی مقرر کیا گیا اور اس طرح طویل ترین عرصہ کے لئے امیر مقامی ہونے کا اعزاز آپ کے حصہ میں آیا۔

(۳)...... "وہ بادشاہ آیا" کے الہام کی رو سے آپ فطری طور پر بہت بے خوف و نڈر اور شجاع و دلیر ہونے کی وجہ سے مشکل حالات میں کبھی نہ گھبرانے والے اور خدائی تائید و نصرت پر پختہ یقین رکھنے والے تھے۔ اور توکل علی اللہ کے وصف سے بھی پوری طرح متصف تھے۔ پھر آپ کو حل طلب معاملات کی تہ تک پہنچنے کی خاص فراست عطا کی گئی تھی۔ ایسے معاملات کو بطریق احسن سلجھانے اور ان سے متعلق احکامات کو پرحکمت طریق پر نافذ کرنے کی صلاحیت بھی آپ میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھی۔

(۴)......حاجتمندوں کی حاجت روائی اور دردمندوں اور غریبوں کے ساتھ حسن واحسان کا سلوک روا رکھنے کا وصف بھی آپ کے امتیازی کردار کا ایک خاص حصہ تھا۔ بعض لوگ جنہیں زندگی میں آپ کے حسن سلوک اور حسن واحسان کے جذبۂ بے پناہ سے متمتع ہونے کا موقع ملا۔ وہ اور ان کی نسلیں آپ کی اس درجہ شکر گزار رہی ہیں کہ وہ سب آپ کی خاطر اپنا سب کچھ لٹا دینے کی سعادت عظمیٰ سمجھتی رہی ہیں۔ اس کی ایک مثال سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ دسمبر ۱۹۹۷ء میں بیان فرمائی تھی۔

ذاتی مشاہدات کی بعض جھلکیاں

میں اسے اپنی بہت بڑی خوش بختی و خوش نصیبی سمجھتا ہوں کہ مجھے بچپن میں ہی اپنے بزرگ والد (حضرت محمد حسن آسان دہلویؓ) کے ہمراہ متعدد بار قادیان جانے اور وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد اور آپؑ کے اکابر صحابہ کی زیارت کرنے کا شرف حاصل ہوا اور پھر بڑی عمر میں اُن کی تریاقی مجلسوں میں شریک ہو کر ان کے ارشادات سے مستفیض ہونے کے بیشمار مواقع میسر آئے۔ میرے نزدیک تو ایک رنگ میں فیضیابی کے اس سلسلہ کا آغاز ۱۹۲۸ء میں ہوا۔ اس وقت میں صرف آٹھ سال کا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے میرے بچپن کے زمانہ میں ہی یہ موقع عطا فرمایا کہ میں حجۃ اللہ حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ اور آپ کے بعض صاحبزادگان نیز اگلی نسل کے بعض بزرگ برخورداران کی زیارت سے مشرف ہوا۔ خدائے بزرگ و برتر نے مجھ طفل نادان کے لئے اس امر کو آسان بنا دیا کہ میں ان بزرگوں کی زیارت سے مشرف ہوں اور ہوں بھی خود اپنے وطنِ مالوف شہر دہلی کی سرزمین میں۔ اگلی نسلوں کے ان چھوٹی اور بڑی عمر کے بزرگ برخورداران میں حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے نواسے اور حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے فرزند اکبر حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب بھی شامل تھے اور اس وقت اٹھارہ انیس سال عمر ہونے کی وجہ سے آپ ان بزرگ برخورداروں میں سب سے بڑے اور نمایاں تھے۔ اس زمانہ میں حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ مع افراد خاندان دہلی تشریف لائے ہوئے تھے اور راجپور روڈ (جس پر مشرقی پنجاب کے بعض والیانِ ریاست کی کوٹھیاں واقع تھیں) کی ایک وسیع و عریض کوٹھی میں فروکش تھے۔ اس زیارت و ملاقات کی صرف ایک جھلک ہی میرے ذہن میں محفوظ تھی۔ بعد میں بڑے ہو کر میں نے ذہن میں محفوظ اس واضح جھلک کی بناء پر بعض اور صاحبزادگان کے علاوہ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کو بھی شناخت کیا۔ بہت بعد کے زمانہ میں ایک تفصیلی ملاقات کے موقع پر خود حضرت صاحبزادہ صاحب کی زبانی میری اس شناخت کی تصدیق بھی ہوئی۔

زندگی میں دوسری بار مجھے حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی زیارت کا اس زمانہ میں موقع ملا جب میں خود انیس بیس سال کا تھا اور آپ بلحاظ عمر بیسویں صدی کی چوتھی دہائی میں قدم رکھ چکے تھے۔ جب میں نے آپ کو دیکھا آپ جلسہ سالانہ کے ایک لنگر خانہ کے انتظام و انصرام میں ہمہ تن مصروف تھے۔ میں آپ کی رعب دار اور پُروقار شخصیت سے بہت متاثر ہوا۔ آپ گھوم پھر کر بڑی بارعب بلکہ کسی قدر گرجدار آواز میں لنگر خانہ کے سرگرمِ عمل شعبوں کو ان کے مفوضہ کاموں کے بارہ میں ہدایات دے رہے تھے۔ میں نے دیکھا آپ جس طرف بھی نکل جاتے کیا کارکن اور کیا جلسہ پر آئے ہوئے مہمان، سب ہی مؤدب ہو جاتے اور آپ کے ہر حکم کی تعمیل بجالاتے۔ اس وقت کے مخصوص ماحول میں میرا تاثر یہ تھا کہ صاحبزادہ صاحب بہت غصیلی طبیعت اور بہت رعب داب والی شخصیت کے مالک ہیں اور یہ کہ ان کے سامنے ہو کر ان سے بات کرنا آسان نہیں ہے۔ اس وقت مجھے معلوم نہ تھا کہ جب میں خدمت دین کے سلسلہ میں قادیان یا پھر ربوہ میں مقیم رہوں گا تو بظاہر اس پُررعب و پُرہیبت اور بباطن پُرلطف و پُرعنایت ہنس مکھ اور شفیق انسان سے مجھے ملاقاتوں کے بے حساب و ان گنت مواقع میسر آئیں گے اور میں احکامات و ہدایات سے ہی مستفیض نہیں ہوں گا بلکہ شفقتوں کا بھی مورد بنتا چلا جاؤں گا اور ایک ایسی بے بہا شفقت بھی میرے اور میرے ایک فرزند کے حصہ میں آئے گی کہ میں تو میں میری نسلیں بھی اس پر ناز کریں گی۔

ایک ادنیٰ خادم سلسلہ کی حیثیت سے میری محکمانہ ملاقاتوں کا سلسلہ اس وقت شروع ہوا جب آپ ناظر امور عامہ مقرر ہوئے۔ بعد ازاں آپ کے ناظر اعلیٰ، صدر، صدر انجمن احمدیہ اور امیر مقامی کے کلیدی عہدوں پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کے ساتھ میری ان ملاقاتوں کا سلسلہ ممتد سے ممتد ہوتا چلا گیا۔ نہ صرف دفتر میں مجھے حاضر خدمت ہونے کے مواقع ملے بلکہ فوری نوعیت کے کاموں کے سلسلہ میں دن اور رات مختلف اوقات میں گھر پر حاضر خدمت ہونے کے مواقع بھی اکثر ملتے رہے۔ ان بکثرت ملاقاتوں کی وجہ یہ تھی کہ ۱۹۷۴ء میں جماعت کے لئے ایک نئے ابتلاء کا دور شروع ہوا اور خود ملک میں رونما ہونے والے پر آشوب حالات دن بدن بد سے بدتر ہوتے چلے گئے۔ ان حالات میں ملک کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی احمدیہ جماعتوں کے لئے نئی نئی مشکلات پیدا ہو رہی تھیں اور آئے دن نئے نئے مسائل سر اٹھا رہے تھے۔ جن کے حل کے لئے ایک میں ہی نہیں جماعت کے مرکزی دفاتر کے اکثر شعبے خلیفۂ وقت کے ربوہ میں موجود نہ ہونے کی صورت میں حضرت امیر مقامی کی طرف ہی رجوع کرتے تھے۔ اور آپ کو روزانہ بیسیوں مسائل حل کرنے کے سلسلہ میں اقدامات کرنے ہوتے تھے۔ ابتلاؤں اور آزمائشوں کے اس دور میں جب بھی میں آپ سے ملا میں نے محسوس کیا کہ کیا مجال جو کسی قسم کا خوف و اندیشہ یا کسی قسم کی پریشانی آپ کے قریب بھی پھٹکی ہو۔ آپ استقامت کا پہاڑ بنے ہنستے مسکراتے چہرے کے ساتھ ہر ایک سے بڑی خوشدلی کے ساتھ ملاقات فرماتے۔ اور جو مسئلہ بھی آپ کے سامنے پیش کیا جاتا اس کا حل بتانے میں ذرا بھی دیر نہ لگاتے۔ آپ کا نہایت بلند حوصلہ دوسروں کا حوصلہ بڑھانے کا موجب بنتا۔ خلافت کے آسمانی نظام کے ساتھ نہایت گہری اور قلبی وابستگی اور مثالی اطاعت کی بدولت اس دورِ پُرمحن میں آپ کا دل اس یقین سے پُر تھا کہ یہ خدا کا قائم کردہ سلسلہ ہے اور وہی اس کا محافظ ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا فرض یہ ہے کہ اپنی طرف سے مشکلات کے ازالہ کے لئے کوشش اور دعاؤں میں کمی نہ آنے دیں۔ خدا تعالیٰ دعاؤں کو قبول فرما کر ہماری کوششوں میں ضرور برکت ڈالے گا۔ ابتلاء لمبا ہو سکتا ہے لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ یہ جماعت کو مستقل نقصان پہنچانے پر منتج ہو۔ ہمارا ہر قدم بہرحال ترقی کی طرف اٹھے گا۔ مخالفین جو بھی نیا شر پیدا کریں گے اسی میں سے خیر کا پہلو نکلتا چلا آئے گا۔ آپ نہ صرف خود اس یقین پر قائم تھے بلکہ اپنے کھلے ڈُلے رویہ اور حقیقی مومنانہ طرز عمل سے ہر ملاقاتی کے دل کو بھی اس یقین کے نُور سے پُر کر دیا کرتے تھے۔ آپ کو خدا تعالیٰ کے وعدوں کے پورا ہونے پر پہاڑوں سے بھی زیادہ مضبوط ایمان تھا اور اس پختہ ایمان کے بل پر آپ توکل علی اللہ کی صفت سے پوری طرح متصف تھے۔ آپ کے ساتھ مختصر سی مختصر ملاقات بھی انسان کو طمانیت و سکینت سے بھر دیا کرتی تھی۔

میں جب بھی کوئی نئی پیش آمدہ مشکل آپ کے سامنے پیش کرتا آپ کا پہلا سوال یہ ہوتا کہ اس بارہ میں حضرت صاحب کی اصولی ہدایت کیا ہے۔ آپ اس اصولی ہدایت سے سرمو انحراف کئے بغیر فوری طور پر اس مشکل کا حل نکال لیتے اور مناسب اقدامات کے سلسلہ میں ضروری ہدایات دے دیتے اور پھر ہلکے پھلکے انداز میں اِدھر اُدھر کی باتیں کر کے ایسا تاثر ابھارتے کہ گویا کوئی مشکل درپیش ہی نہیں ہے۔ آپ کی نگاہ میں بڑی سے بڑی مشکل کی بھی پرِکاہ کے برابر بھی کوئی حیثیت نہ تھی۔

روحانیت کے آئینہ دار بعض اضافی عوامل

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ مجھے شدید گرمی کے موسم میں دوپہر ڈھلنے کے بعد آپ کے گھر جا کر آپ سے ملاقات کرنا پڑی۔ گرمی کی شدت کا یہ عالم تھا کہ یوں لگتا تھا کہ جیسے آسمان سے آگ برس رہی ہو۔ ہر چند کہ ملاقات کے لئے حاضر ہونے کا یہ وقت نامناسب تھا لیکن آپ جماعتی کاموں کے لئے ہر وقت مستعد رہتے تھے۔ اور اس ضمن میں تکلیف کی پرواہ نہیں کیا کرتے تھے۔ آپ نے اطلاع ہونے پر مجھے ایک نہایت سادہ سے کمرے میں جو آسائشی سہولتوں سے عاری تھا ملاقات کے لئے اندر طلب فرمایا۔ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ آپ نے لٹھے کی بڑی سی سفید چادر بطور تہبند باندھی ہوئی ہے۔ بازوؤں، شانوں اور سینہ کا اکثر حصہ ننگا ہے اور پسینہ ہے کہ مسلسل بہہ رہا ہے۔ جو فوری اطلاع میں پہنچانے آیا تھا اس سے مطلع ہونے کے بعد آپ نے حسب معمول اِدھر اُدھر کی باتیں چھیڑ دیں انہیں میں گرمی کی شدت کا ذکر بھی آیا۔ میں نے موقع پا کر یہ عرض کرنے کی جرأت کر ہی ڈالی کہ آپ گرمی کی شدت سے بچنے کے لئے کسی صحت افزا مقام پر کیوں تشریف نہیں لے جاتے۔ میری یہ بات سن کر آپ کے چہرہ پر حسب عادت بہت حسین مسکراہٹ پھیل گئی اور آپ نے فرمایا اول تو میرا ربوہ سے باہر جانے کو جی ہی نہیں کرتا۔ رہی گرمی کی شدت تو میں اس سے قطعاً نہیں گھبراتا بلکہ موسم گرما کی آمد کا منتظر رہتا ہوں اور بہار ہی کے موسم کی طرح اس کا بھی لطف اٹھاتا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ جتنا زیادہ پسینہ آتا ہے اتنا ہی اپنے آپ کو زیادہ ہلکا پھلکا محسوس کرتا ہوں۔

آپ کی یہ بات سن کر مجھے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے معمولات کے بارہ میں حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحبؓ کی وہ روایات یاد آگئیں جو آپ کی کتاب "ذکر حبیب" میں درج ہیں۔ ان روایات کی رو سے ایک دفعہ گرمی کے موسم میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ شدید گرمی کی حالت میں کام کرنا بہت مشکل ہے۔ حضورؑ اپنے کمرہ میں فراشی پنکھا لگوا لیں۔ پنکھے کی ہوا سے گرمی نسبتاً کم محسوس ہوگی اور تصنیف کا کام بسہولت ہو سکے گا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا گرمی کا ہمارے کام پر کوئی اثر نہیں پڑتا، گرمی میں بھی تصنیف کا کام حسبِ معمول جاری رہتا ہے۔ رہی پنکھا لگوانے کی بات سو وہ بآسانی لگ سکتا ہے اور اسے کھینچنے کے لئے فراش بھی مقرر کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر ہوا لگنے سے ہمیں بے اختیار نیند آگئی تو جو مضمون ہم لکھ رہے ہیں وہ کیسے مکمل ہوگا۔ ایک اور روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ گرمی کے موسم کا روحانیت سے بھی ایک خاص تعلق ہے۔ جس طرح گرمی کے موسم میں پسینہ آنے سے جسم کے عافونی مادے باہر آجاتے ہیں۔ اور اس کا جسمانی صحت پر اچھا اثر پڑتا ہے اسی طرح پسینہ آنے سے ساتھ کے ساتھ روح کا بھی تنقیہ ہو رہا ہوتا ہے۔

• بات یہ ہے کہ روحانیت کا اصل دارومدار تو تقویٰ کی باریک راہوں پر قدم مارنے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کو کمال تعہد سے ادا کرنے پر ہوتا ہے لیکن بعض اضافی عوامل بھی روح کو مزید جلا دینے میں ممد ثابت ہوتے ہیں۔ ایسے عوامل میں نظافت و پاکیزگی کے اہتمام کے ساتھ عادات و اطوار اور بود و باش کے انداز میں سادگی، منکسر المزاجی، گرمی کے موسم کے ساتھ مناسبت کی پاسداری وغیرہ شامل ہیں۔ یہ جملہ اضافی عوامل جملہ اہل اللہ میں بیج کے رنگ میں بنیادی طور پر موجود ہوتے ہیں البتہ ان میں سے کوئی وصف کسی اہل اللہ میں نمایاں ہوتا ہے اور کسی میں کوئی دوسرا وصف۔ عبادات، دعاؤں اور ہمدردیٔ نوع انسان کے ساتھ ساتھ زندگی میں سادگی کا طور طریق اپنانے اور گرمی کے موسم کے ساتھ دلی مناسبت رکھنے کا وصف حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب میں خاص طور پر نمایاں تھا۔ اسی لئے ہر غریب اور چھوٹے سے چھوٹا آدمی بھی آپ سے بلا جھجک ملاقات کر لیتا تھا اور آپ اس کو درپیش مشکل حل کرنے اور حتی الامکان اس کے ساتھ حسنِ سلوک روا رکھنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے تھے۔

(باقی آئندہ شمارے میں انشاء اللہ)

درخواست دعا

خاکسار کا زبان کا آپریشن گزشتہ ماہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کامیاب ہوا اور پہلے کی نسبت بہتر ہوں۔ الحمد للہ۔ تاہم ابھی بھی بعض پہلو قابل فکر ہیں۔ احباب سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے کہ مولا کریم اپنے فضل سے تمام پریشانیوں اور پیچیدگیوں کو دور فرما دے، آسانیوں کے سامان پیدا فرمائے اور کامل شفا عطا فرمائے اور دین کی لمبی خدمت کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔

(خواجہ رشیدالدین قمر۔ لندن)

☆......☆......☆......☆......☆

خطبہ جمعہ

نور یا اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے۔ سو اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو

(خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۰ر اپریل ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۰ر شہادت ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ (سورۃ البقرہ آیت ۲۸۵)

یہ ان آیات میں سے ایک ہے جس کی اکثر تلاوت کی جاتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ بڑی تعداد میں احمدیوں کو یہ آیات یاد ہونگی۔ اس کے مضمون پر میں بعض دوسرے پہلوؤں سے روشنی پہلے بھی ڈال چکا ہوں لیکن آج خصوصیت سے ایک ایسے مضمون پر روشنی ڈالوں گا جس کے تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات پیش کئے جائیں گے۔ اس میں تین چار ایسی بنیادی چیزیں ہیں جن کو مد نظر رکھنا ضروری ہے جن کی طرف عموماً لوگوں کا دھیان نہیں جاتا۔

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ میں اللہ تعالیٰ کی کلّی ملکیت کا ذکر ہے۔ 'مَن' ہی نہیں فرمایا بلکہ 'مَا' فرمایا ہے کہ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے۔ اور اس میں باشعور چیزیں بھی داخل ہو جاتی ہیں، جو کچھ بھی موجود ہے زمین و آسمان میں وہ سب اللہ کی ملکیت ہے۔ ملکیت کے پہلو سے اس کا سزا دینا یا بخش دینا، اس پہ کوئی سوال نہیں اٹھ سکتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ خود کوئی کام حکمت سے خالی نہیں فرماتا اس لئے وہ اپنی ملکیت کا استعمال بھی اس رنگ میں فرماتا ہے کہ انسانی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو عین بر محل استعمال ہوگا اور اس میں انصاف کے تمام تقاضے پورے کئے جائیں گے حالانکہ مالک ہونے کے لحاظ سے وہ جو چاہے کرے کوئی نہیں پوچھ سکتا کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو یا تو ایسا کیوں کرتا ہے۔ پہلی بات یہ ہے جو قابل توجہ ہے۔

دوسری بات ہے وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ سب کچھ اس کا ہے اور ہر چیز اس کے ہونے کی وجہ سے ہر چیز پر اس کی نظر بھی ہے اور چونکہ ہر چیز پر اس کی نظر ہے اس لئے تمہارے لئے بے کار ہے خواہ کسی بات کو ظاہر کرو یا چھپاؤ۔ خدا تعالیٰ کے ہاں کوئی بات جو چھپی ہوئی ہے وہ چھپی ہوئی نہیں رہے گی وہ بھی اس پر ظاہر ہوگی اور جو تم ظاہر کرتے ہو، ہو سکتا ہے تم غلط ظاہر کر رہے ہو۔ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ جب اپنے نفس کی باتیں ظاہر کرتے ہو تو ضروری تو نہیں کہ سچی باتیں کرتے ہو۔ تو اس پہلو سے دونوں امور پر اللہ تعالیٰ کی نظر ہے اس لئے ظاہر کرنا، جھوٹا ہو یا بناوٹ کا ہو، چھپانے کی کوشش کرنا جو اپنے جرائم یا نیتوں پر پردہ ڈالنے کی کوشش ہو یہ سب بے کار ہے۔ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ جو حقیقت حال ہے جس پر خدا کی نظر ہے اس پہلو سے وہ تمہارا حساب کرے گا اور محاسبہ کرے گا کیونکہ اس سے پہلے ملکیت ہونا ثابت ہے تو ملکیت کے ساتھ جزا سزا کا مضمون بھی داخل ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ فرمایا تم یاد رکھنا تم چھپاؤ یا ظاہر کرو، جو کچھ بھی کرو گے اس کا محاسبہ ہونا ہے۔

فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ اس محاسبے میں جسے چاہے گا بخشے گا اور جسے چاہے گا اسے اس کی سزا دے گا۔ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ یہ جو وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ہے یہ آیت کے آغاز کی طرف دوبارہ اشارہ فرما رہا ہے۔ جب سب کچھ اس کا ہے تو ہر چیز پر قادر بھی ہے لیکن يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ میں ایک اور بھی مضمون بیان ہو گیا ہے، جب محاسبہ کرے گا تو پھر لازماً بخشش یا پکڑ کا تعلق محاسبے سے ہوگا۔ محاسبے کے دوران اگر اللہ تعالیٰ یہ معلوم فرمائے گا کہ ایک شخص نے اس محاسبے سے پہلے خود اپنا محاسبہ کر لیا تھا تو اس محاسبے کا بنیادی اثر یہ قائم ہوگا کہ اس محاسبے کے درمیان اگر وہ سچا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اسے ان لوگوں میں داخل فرمالے گا جن کے ساتھ وہ بخشش کا سلوک فرمائے گا اور اگر اپنے محاسبے میں لوگ جھوٹے ہیں جیسا کہ بسا اوقات لوگ اپنے محاسبے میں جھوٹ سے کام لیتے ہیں حالانکہ کوئی اور نہیں دیکھ رہا ہوتا مگر جب اپنا محاسبہ کرتے ہیں تو بڑی رعایت کرتے ہیں اپنے نفس کی اور کچھ ظاہر کرتے ہیں کچھ چھپاتے ہیں، جس پر اللہ کی نظر ہے۔ تو محاسبے سے تعلق میں یہ بات قابل غور ہے کہ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ کا تعلق محاسبے کی حالت سے ہے۔ اگر خدا صحیح محاسبہ فرماتا ہے تو محاسبہ کرنے والوں میں سے کچھ ایسے لوگوں کو پائے گا جو اپنے نفس کا خود حساب کر رہے ہیں۔ اگر وہ خود حساب کر رہے ہیں اللہ کی خاطر تو پھر اللہ تعالیٰ اُن سے نرمی کا سلوک فرمائے گا۔ اگر خود حساب نہیں کر رہے یا کر رہے ہیں تو جھوٹا حساب کر رہے ہیں تو ان پر اللہ تعالیٰ سختی فرمائے گا اور یہ مضمون جو ہے حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا والا مضمون ہے۔ صوفیاء یہ بیان کرتے ہیں حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا، اپنا حساب کر لو پیشتر اس کے کہ تمہارا حساب کیا جائے۔ یہ اس آیت کا منطوق ہے یعنی بنیادی مقاصد جو اس آیت کے بغور تلاوت سے ہمیں حاصل ہوتے ہیں وہ یہ مقاصد ہیں۔

اب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات آپ کے سامنے رکھتا ہوں جن کا اسی مضمون سے گہرا تعلق ہے۔ فرماتے ہیں، **"اگر تیرا دل شرّ سے خالی ہے تو تیری زبان بھی شرّ سے خالی ہوگی"**۔ یہ سچا محاسبہ ہے۔ اگر دل اور زبان میں تضاد نہ ہو تو دل شرّ سے خالی ہے تو زبان بھی شر سے خالی ہونی چاہئے۔ کتنا آسان محاسبے کا طریق بیان فرما دیا آپ نے۔ اپنی زبان پر قابو رکھو، اس پر نگاہ رکھو اگر زبان ہر وقت اُول فُول بکتی رہتی ہے، جو دل میں آئے اسے نکال دیتی ہے تو پھر تمہارا یہ کہنا کہ میں اپنے نفس کا محاسبہ کر رہا ہوں بالکل جھوٹ ہے۔ اگر نفس کا محاسبہ کرو گے تو زبان پر ہمیشہ پاک کلمات آئیں گے، مغلوب الغضب نہیں ہو گے۔ ہر وقت زبان کو آزاد چھوڑ دو اور یہ کہو کہ میں محاسبہ کر رہا ہوں یہ نہیں ہو سکتا۔

تو اللہ تعالیٰ جس سے نرمی کا سلوک فرمائے گا اس کی زبان کو دیکھے گا اور زبان گواہ بن جائے گی اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے انسان کے نفس پر گواہ کے طور پر زبان باہر نکال کے دکھائی کہ یہ ٹکڑا زبان کا جو ہے یہ فیصلہ کرے گا حالانکہ زبان سے انسان جھوٹ بھی بولتا ہے لیکن جب جھوٹ بولتا ہے تو اللہ کو پتہ ہے کہ دل میں بھی جھوٹ ہے، یہ مراد ہے۔ یہ مراد نہیں کہ زبان سے جو کچھ بھی کہے آپ اس کو مان جائیں۔ محاسبہ کرنے والا انسان نہیں، اللہ ہے۔ پس زبان سے اگر وہ جھوٹ بولتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے علم میں تو سب کچھ ہے مگر اس بات کو اللہ تعالیٰ گویا نوٹ کر لیتا ہے کہ زبان جھوٹی ہے تو دل بھی جھوٹا ہے۔ پس یہ معنے ہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کہ "تیرا دل شر سے خالی ہے تو تیری زبان بھی شر سے خالی ہوگی" اور سارے اعضاء شر سے خالی ہو جائیں گے کیونکہ دل میں نیتیں پلتی ہیں۔ اگر بھلائی کی نیتیں ہیں تو سارا وجود بھلا ہو جائے گا اگر شر کی نیتیں ہیں تو سارا وجود شر سے بھر جائے گا۔ تو بظاہر ایک اجنبی سی بات تھی کہ ہم کیسے معلوم کریں گے مشکل مسئلہ نظر آتا تھا کہ ہم کیسے معلوم کریں گے کہ ہم نے اپنے نفس کا صحیح محاسبہ کیا ہے۔ اس مضمون کو اتنا سادہ، اتنا آسان بیان کر دیا ہے کہ کوئی تھوڑی سے تھوڑی عقل والا بھی اس مضمون کی تہہ تک پہنچے بغیر رہ نہیں سکتا۔ کھلا کھلا واضح مضمون ہے۔

"نور یا اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے"۔ اب اس مضمون کو سمجھ کر جو پہلے گزرا ہے اس پر غور

کریں "**نور یا اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے**"۔ پس یہ نہ سمجھو کہ آغاز چھوٹا سا ہے۔ اگر آغاز نور کا آغاز ہے تو وہ بھی پھیلے گا اور اگر آغاز اندھیرے کا آغاز ہے تو وہ بھی پھیلے گا۔ "**سو اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو اور جیسے پان** کھانے والا اپنے پانوں کو پھیرتا رہتا ہے" یہ ہے محاسبہ، ہر وقت نظر کہ کوئی کیڑا تو نہیں لگ رہا۔ ایک پہلو پڑے پڑے کہیں میرا دل گلنے سڑنے تو نہیں لگ گیا یعنی میں اس سے غافل رہا میں سمجھا کہ اب بالکل ٹھیک ہے اسے اپنے حال پر چھوڑ دیا اور رفتہ رفتہ دیکھا تو ایک بیماری لگ گئی تھی، پھپھوندی لگ گئی تھی تو مثال بھی بہت پیاری دی ہے۔

"سو اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو اور جیسے پان کھانے والا اپنے پانوں کو پھیرتا رہتا ہے اور رڈی ٹکڑے کو کاٹتا اور باہر پھینکتا ہے"۔ یہ یاد رکھو کہ اگر نیتوں میں فساد شروع ہو جائے تو یہ جیسے پان کو کوئی بیماری لگے اگر کاٹ کے پھینکا نہ جائے تو وہ فساد ضرور آگے بڑھے گا۔ چنانچہ پنوڑیے جو پان کا کاروبار کرتے ہیں وہ بھی اور عورتیں بھی جن کو عادت ہوتی ہے وہ ہر وقت اپنے پان کو دیکھتی رہتی ہیں، کسی کنارے سے کوئی چیز پھپھوندی لگی ہو تو قینچی سے کاٹ کے الگ پھینک دیتی ہیں اور اگر نہ پھینکیں گی تو سارا پان گندہ ہو جائے گا۔ تو ایسی اعلیٰ مثال دی ہے کہ اس پر غور کرنا بھی ہر کس و ناکس کے لئے آسان ہے۔ "اور رڈی ٹکڑے کو کاٹتا ہے اور باہر پھینکتا ہے"۔

اب نیتوں میں جو فتور آتے ہیں ان پر اگر نظر ہو تو اس فتور کو وہیں سے قینچی کے ساتھ کاٹ دینا چاہئے۔ اپنے دل میں نہیں پالنا اس کو باہر پھینک دو۔ "**اسی طرح تم بھی اپنے دلوں کے مخفی خیالات اور مخفی عادات اور مخفی جذبات اور مخفی ملکات کو اپنی نظر کے سامنے پھیرتے رہو**"۔ اب اس میں کئی باتیں بیان فرمائی ہیں وہ ایک ایک بات کھول کر آپ کے سامنے رکھنے والی ہے۔ "تم بھی اپنے دلوں کے مخفی خیالات"۔ دل کے خیالات تو مخفی ہی ہوتے ہیں پھر مخفی خیالات سے کیا مراد ہے؟ مراد ہے تمہاری نظر سے مخفی۔ اتنی ہوشیاری کی ضرورت ہے کہ غور سے دیکھو گے تو پھر سمجھ آئے گی ورنہ تمہاری اپنی نظر سے مخفی خیالات پلتے رہیں گے اور تمہیں خبر تک نہیں ہو گی۔ پس فرمایا کہ "مخفی خیالات اور مخفی عادات" انسان کے اندر بہت سی ایسی بد عادات راہ پا جاتی ہیں کہ اسے پتہ بھی نہیں لگتا۔ وہ عادی ہو جاتا ہے اور اتنا عادی بن جاتا ہے کہ وہ ہر روز وہی کام کر رہا ہے اور اسے خیال تک نہیں آتا کہ میں یہ کام کر رہا ہوں بلکہ اگر اس کو پکڑا جائے تو بڑے غصے سے ردّ عمل دکھائے گا کہ توبہ توبہ میں تو کبھی قریب نہیں آیا ایسی بات کے حالانکہ ہر وقت وہی کام کرتا ہے۔ قادیان میں ایک بزرگ ہوا کرتے تھے ان کو بھی اسی قسم کی عادت پڑ گئی تھی۔ ان کا اب نام لینے کی ضرورت نہیں مگر ان کا لطیفہ اکثر بیان ہوتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا کہ تمہاری یہ عادت ہے اس کو دور کرنے کی کوشش کرو تو انہوں نے توبہ توبہ کی، استغفر اللہ میں تو قریب نہیں پھٹکا کبھی اس کے۔ اور لوگ بھی پھر دیکھا دیکھی اُن سے پوچھا کرتے تھے تو بڑے بڑے پھکڑ تولتے تھے اور کہہ یہ رہے ہوتے تھے کہ میں بالکل گالی نہیں دیتا، بالکل گندی زبان استعمال نہیں کرتا اور جب ان سے پوچھا جاتا تھا کہ آپ کرتے ہیں تو کہتے تھے لعنت پڑے اس پر، میں نے ایسا خبیث، گندہ آدمی دیکھا ہی نہیں اور جو جو کہتے تھے وہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ کہتے ہیں میں تو ایسی باتوں کے قریب بھی نہیں پھٹکا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جھنجھوڑ جھنجھوڑ کے ساری جماعت کو جگا رہے ہیں۔ تم بیدار نہیں ہو گے تو تمہاری عادات ساری زندگی تمہارے ساتھ لگی رہیں گی اور یہ "مخفی عادات" لوگوں سے نہیں اپنے آپ سے مخفی ہیں۔ پس یہ ہے ایک حکیم حاذق جو روحانیات کا معالج ہے کس طرح کلام کرتا ہے۔ "مخفی خیالات اور مخفی عادات اور مخفی جذبات"۔ جذبات بھی مخفی ہوتے ہیں جو باہر کی نظر سے تو مخفی ہونگے ہی لیکن بسا اوقات اپنے جذبات اپنی نظر سے بھی مخفی ہو جاتے ہیں کئی قسم کے جذبے اٹھتے ہیں چیزوں کو دیکھ کر۔ حرص پیدا ہوتی ہے، حسد پیدا ہوتا ہے، ناجائز اپنانے کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور انسان کو پتہ نہیں چلتا کہ میرے دل میں مخفی جذبات ایسے ہیں جو میری نظر سے مخفی ہیں۔ ان کا نوٹس نہیں لیتا اور یہ ساری باتیں جس کو انگریزی میں کہتے ہیں نوٹس لینا، نوٹس لینے کی خاطر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خوب کھول کھول کر بیان فرما رہے ہیں۔

"اور مخفی ملکات کو اپنی نظر کے سامنے پھیرتے رہو"۔ اب لفظ "ملکات" میں تمام انسانی صلاحیتیں آجاتی ہیں جس کو Potentials کہتے ہیں فرمایا تمہارے ملکات یعنی تمہاری جتنی بھی طاقتیں کسی نہ کسی رنگ میں تمہیں عطا ہوئی ہیں ان تمام طاقتوں پر نظر رکھو ہر ایک کے متعلق خطرہ ہے کہ جس حالت پر تم نظر نہیں کرو گے اسے پھپھوندی لگ جائے اور انسان کی بے شمار اندرونی حالتیں ہیں جو ایک لفظ ملکات میں کلیۃً بیان ہو گئیں۔ تمام انسانی صفات، خواہشات، تمام تمنائیں کسی نہ کسی دل کے جذبے سے تعلق رکھتی ہیں۔ چنانچہ فرمایا ان سب پر نظر رکھنی ہو گی جہاں بھی تمہارے ملکات میں کسی جگہ کسی خرابی کے آثار پائے جائیں گے تمہیں اس کو کاٹ کر الگ پھینکنا ہو گا۔

"اور جس خیال یا عادت یا ملکہ کو رذی پاؤ"۔ پھر وہ آپ دیکھ رہے ہیں تو صاف نظر آجائے گا کہ کیا چیز رذی ہے اور کون سی اچھی ہے۔ "اس کو کاٹ کر باہر پھینکو، ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے سارے دل کو ناپاک کر دیوے اور پھر تم کاٹے جاؤ"۔ عجیب فصاحت و بلاغت کا کمال ہے۔ ایسا عظیم کلام کہیں دیکھنے میں نہیں ملتا۔ فرمایا کاٹو، کاٹو، کاٹو اگر نہیں کاٹو گے تو یہ چیزیں پھیل جائیں گی یہاں تک کہ تم اس طرح کاٹے جاؤ گے جس طرح پتہ کاٹ کے الگ پھینک دیا جائے۔ یہ ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۴۷ اور ۵۴۸ سے اقتباس لیا گیا ہے۔

اب وہ ملکات کون سے ہیں اور کتنے پھیلے ہوئے ہیں۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں جب میں بیان کروں گا تو بعض وقت ڈر کے مارے جان نکلے گی، اتنا مشکل کام۔ ابھی تک تو آسان تھا لیکن سلوک کی راہیں چلنے کے بعد مشکل ہوتی جاتی ہیں۔ اور ایک فقرے میں جس مضمون کو آپ نے سمویا ہے اس کی تشریح یوں فرماتے ہیں: "**خدا تعالیٰ کی عظمت اپنے دل میں بٹھاؤ اور اس کے جلال کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو اور یاد رکھو کہ قرآن کریم میں پانچ سو کے قریب حکم ہیں اور اس نے تمہارے ہر یک عضو اور ہر یک قوت اور ہر یک وضع اور ہر یک حالت اور ہر یک عمر اور ہر یک مرتبۂ فہم اور مرتبۂ فطرت اور مرتبۂ سلوک اور مرتبہ انفراد اور اجتماع کے لحاظ سے ایک نورانی دعوت تیار کی ہے تو تم اس دعوت کو شکر کے ساتھ قبول کرو**"۔ پانچ سو ڈش لگائے گئے ہیں اور جو پانچ سو ڈش ہیں ان میں سے ہر ایک کا ہمارے کسی ملکہ سے، کسی اندرونی جذبے سے، کسی اندرونی صفت سے تعلق ہے اور ایسی پانچ سو انسان کی حالتیں ہیں جن کی تفصیل بیان کئے بغیر ایک فقرہ استعمال فرمایا جس میں دراصل یہ ساری تفصیل بیان ہو گئی ہے۔ اب میں دوبارہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ "تمہارے ہر یک عضو اور ہر یک قوت" اور ہر عضو میں ہاتھ پاؤں وغیرہ ہر قسم کے اعضاء انگلیاں تک، ناخن تک، زبان، آنکھ، کان، ناک ہر چیز اعضاء میں داخل ہے اور اعضاء کے سب حصے بھی اعضاء میں داخل ہیں۔ تو فرمایا یہ جو دعوت ہے پانچ سو حکموں کی یہ تمام اعضاء کے لئے دعوت تیار ہوئی ہے۔

اور ہر قوت جو انسان کے اندر پائی جاتی ہے اور قوتیں انسان کی الگ الگ ہیں کوئی کمزور ہے کوئی طاقتور ہے کسی کو بعض قوتیں ملتی ہیں بعض نہیں ملتیں مثلاً جو اندھے ہیں ان کو بینائی کی قوت نہیں ملتی تو فرمایا جو قوت بھی تمہارے اندر پائی جاتی ہے "اور ہر یک وضع اور ہر یک حالت"۔ اب وضع قطع انسان کی مختلف ہوتی ہے۔ ہر شخص کی اپنی ایک وضع قطع ہے تو ہر مختلف انسان کی جو مختلف وضع ہے اس کو بھی نظر میں رکھنا۔ "اور ہر یک حالت" انسان کی حالتیں تبدیل ہوتی رہتی ہیں تو جب تک ہمہ وقت نظر نہ ہو ہر حالت پر نظر ہو ہی نہیں سکتی۔ "اور ہر یک عمر" اب چھوٹوں کے حالات اور ہیں بڑوں کے اور ہیں، بچوں کے اور، اور بوڑھوں کے اور۔ تو ہر عمر میں انسان کے محاسبے کے تقاضے بدلتے جاتے ہیں اور اُس کے نفس کی کیفیتیں بدلتی رہتی ہیں۔ تو لحہ لحہ اگر عمر کا حساب لگاؤ تو لازم ہے کہ ہر عمر کے لئے احکام الگ الگ ہونے چاہئیں اور یہی قرآن کریم میں ملتا ہے۔ بچے کی پیدائش کے وقت ماں باپ کو کیا کرنا چاہئے، بچے کی پیدائش سے پہلے ماں باپ کو کیا کرنا چاہئے۔ جب وہ ان کے ہاں پلتا ہے تو کیا تقاضے ہیں جو انہوں نے پورے کرنے ہیں۔ پھر جب وہ بڑا ہو جاتا ہے تو خود اس کے اپنے تقاضوں پر نگاہ رکھنی چاہئے کہ میرے لئے خدا تعالیٰ نے کیا سامان کیا ہے۔ میں نوجوان ہوں، ایسی عمر میں داخل ہوا ہوں جس میں کھیلنا، کودنا یہ ساری چیزیں میرے جذبات سے تعلق رکھتی ہیں کس حد تک مجھے اپنے آپ کو خدا کی مرضی کے مطابق ڈھالنا چاہئے۔ اگر احکام

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

نہیں ہونگے تو ڈھالے گا کیسے۔ چنانچہ آپ دیکھ لیں قرآنی شریعت میں بچپن سے لے کر لڑکپن کے زمانے کے احکامات بھی ہیں اور جب شعور میں انسان داخل ہو رہا ہوتا ہے اس کے متعلق بھی احکامات ہیں۔ آپ کو قرآن کریم پڑھتے ہوئے وہ دکھائی دیں یا نہ دیں اگر آپ غور سے پڑھیں گے تو آپ کو لازماً دکھائی دیں گے۔ ہر عمر کے متعلق قرآن کریم کے احکامات ہیں پھر وہ پوری جوانی تک پہنچتا ہے اس کے متعلق تمام احکامات موجود ہیں۔ تو نظر کے تقاضے اگرچہ پہلے بیان ہو چکے ہیں مگر عمر کے تعلق میں نظر کے تقاضے بدلتے رہتے ہیں۔ بچے کی نظر کے تقاضے اور ہیں جوان کی نظر کے تقاضے اور ہیں، بڈھے کی نظر کے تقاضے اور ہیں تو جو پانچ سو احکامات ہیں انہوں نے گھیر اڈالا ہوا ہے پھر "اور ہر یک مرتبۂ فہم" اب ہر شخص کا دماغ الگ الگ ہے اور وہ اپنے دماغ کی حالت کے مطابق محاسبے کے لائق ٹھہرایا جائے گا۔ چنانچہ جن آیات کی میں نے تلاوت کی ہے ان کے آگے یہی مضمون بیان ہوا ہے، کسی نفس پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالا جائے گا۔ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس چیز کو بھی نہیں چھوڑا۔

"ہر یک مرتبۂ فہم" ایک بے چارہ پاگل سا آدمی ہے مگر کچھ نہ کچھ فہم رکھتا ہے۔ جتنا فہم رکھے گا اس کا محاسبہ اسی کے مطابق ہوگا اس کے فہم سے بڑھ کر نہیں ہوگا اور اس کے فہم کے مطابق بھی قرآن کے احکامات ہیں۔ جتنی اس کو ہوش ہے اس حد تک وہ جوابدہ ہے اس سے زیادہ نہیں۔ "اور ہر مرتبہ فطرت"، اب فطرت تو ایک ہی ہے تمام بنی نوع انسان کی ایک ہی فطرت ہے مگر چونکہ فطرت کے تقاضے تبدیل کر دئے جاتے ہیں ماں باپ کی طرف سے، معاشرے کی طرف سے، فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ کا مضمون ہے، اس لئے کوئی کہہ سکتا ہے فطرت تو ایک ہی ہے۔ مگر فطرت کو بیرونی اثرات تبدیل کرتے رہتے ہیں اس لئے ہم بعض لوگوں کے متعلق کہتے ہیں بڑا بد فطرت ہے حالانکہ بد فطرت تو کوئی بھی نہیں سب اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی فطرت ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفات کے اوپر بنائی گئی ہے مگر اگر اس فطرت کو بد بنا دیا جائے تو اس کی عادات یوں لگتا ہے جیسے اس کی فطرت کی آواز ہے۔ جب کہتے ہیں بڑا بد ذات ہے تو اس سے عام ذات مراد نہیں ہوتی یہی فطرت کے تقاضے مراد ہیں کہ اس نے فطرت کو اتنا گندہ کر لیا ہے کہ کمینی ذات بن گئی ہے اس کی۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس طرف بھی نظر رکھ رہے ہیں اور فرما رہے ہیں "ہر مرتبۂ فطرت"۔

"اور ہر مرتبہ سلوک"۔ سلوک اس رستے کو کہتے ہیں جو خدا کی راہ میں اختیار کیا جاتا ہے اور ہر ایک سلوک اگرچہ خدا ہی کی طرف لے کے جاتا ہے مگر چلنے والے کا فرق ہے۔ چلنے والے کے قدم خدا کی راہ میں بعینہ یکساں نہیں اٹھتے اس کے بھی مرتبے الگ الگ ہیں۔ ایک دیکھیں صراط مستقیم میں سب سے آگے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم چل رہے ہیں۔ آپؐ کے پیچھے اتنا لمبا جلوس ہے کہ ارب ہا ارب انسان پیچھے چل رہے ہیں اور ہر چلنے والا اگرچہ پیروی رسول اللہ ﷺ کی کر رہا ہے مگر اس کا مرتبۂ سلوک الگ ہے اور اس کے درمیان لامتناہی مراتب پھیلے ہوئے ہیں۔ فرمایا سلوک سے یہ نہ سمجھو کہ تم رسول اللہ ﷺ کی پیروی کر رہے ہو اگر غور کرو گے تو اس پیروی میں بے انتہا گنجائش ملے گی اور جتنی زیادہ گنجائش پاؤ گے اتنا ہی تمہارا مرتبہ اور تمہارا درجہ بلند تر ہوتا چلا جائے گا۔

اور پھر "مرتبۂ انفراد اور اجتماع" یعنی انفرادی طور پر کچھ تقاضے ہیں کچھ قومی طور پر تقاضے ہیں۔ اب جماعت احمدیہ اس کو اچھی طرح سمجھتی ہے کہ ساری دنیا میں جماعت ایک مٹھی کی طرح اکٹھی ہو چکی ہے۔ لیکن اس اجتماعیت کے کچھ تقاضے ہیں جو ہمیں پورے کرنے ہیں اور کچھ فرداً فرداً ہر ایک کے اپنے تقاضے ہیں۔ تو خلاصہ آخر یہ یہی نکلا کہ مرتبہ انفراد اور اجتماع کے لحاظ سے ایک نورانی دعوت تمہاری کی ہے۔ اب جس کو ہم پابندی سمجھ رہے تھے کہ یہ نہ کرو، یہ کرو۔ وہ دراصل ان تمام حالتوں کے لئے ایک روحانی دعوت ہے جس کو کھائے بغیر یہ حالتیں ترقی نہیں کر سکتیں بلکہ زندہ نہیں رہ سکتیں، نور کی بجائے اندھیرے میں داخل ہو جائیں گے۔ پس احکام الٰہی کی تفصیل سن کر یا اس کی تعداد کا ذکر سن کر جو دل میں ہول اٹھتا ہے کہ ہم کیسے کریں گے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو اس میں لذت پا رہے ہیں۔ کہتے ہیں بڑا زبردست دستر خوان بچھایا گیا ہے اور جس پلیٹ سے کھائیں گے ہمارے اعضاء، ہماری صلاحیتوں کے کسی نہ کسی حصے کو وہ کھانا فائدہ پہنچائے گا۔ اس لحاظ سے فرماتے ہیں دعوت تمہاری کی ہے تو اس دعوت کو شکر کے ساتھ قبول کرو اور جس قدر کھانے تمہارے لئے تیار کئے گئے ہیں وہ سارے کھاؤ اور سب سے فائدہ حاصل کرو۔ اب کھانے کی خواہش تو ہر ایک دل میں ہوتی ہے مگر اعمال کو شریعت کے مطابق بجا لانے سے ڈر لگتا ہے۔ لیکن جیسے ہر کھانا کوئی نہ کوئی تاثیر کسی نہ کسی حصہ جسم پر رکھتا ہے بعض کھانوں کی تاثیر آنکھ پر پڑتی ہے بعض کی ناک پر بعض کی اور صلاحیتوں پر۔ اس لئے کسی ایک کھانے سے ساری انسانی ضرورتیں پوری نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے اگر یہ خیال کر لو کہ ہم نماز پڑھ رہے ہیں بہت کافی ہے، لیکن نماز کے اندر بھی تو بے شمار مضامین ہیں، یا ہم سچ بولتے ہیں تو بہت کافی ہے۔ اتنی تفصیل سے یہ کھانے تیار کئے گئے ہیں اور اتنی حکمت سے کہ ہر ایک کی ایک تاثیر ہے اور ہر تاثیر کسی نہ کسی حصہ بدن یا حصہ روح پر پڑ رہی ہے۔

فرماتے ہیں سارے کھاؤ اور سب سے فائدہ حاصل کرو۔ "جو شخص ان سب حکموں میں سے ایک کو بھی ٹالتا ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عدالت میں مؤاخذہ کے لائق ہوگا"۔ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ کا یہ مضمون ہے کہ وہ مالک تھا جس نے ساری صلاحیتیں عطا کیں اس نے ہر ایک کا حساب لینا ہے۔ فرمایا "عدالت میں مؤاخذہ کے لائق ہوگا" اب مؤاخذہ کے لائق تو ہوگا مگر مؤاخذہ کیا جائے گا کہ نہیں کیا جائے گا۔ اس کا جواب اللہ بیان فرما چکا ہے۔ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۔ پس اگر کوئی انسان بے باکی اور جرأت سے کسی حکم کو ٹالتا ہے تو بعید نہیں کہ اللہ اس کا مؤاخذہ فرمائے۔ اور اگر کمزوری کی وجہ سے کسی حکم کو ٹالتا ہے تو اس کا نقصان تو اس حصۂ بدن کو ضرور پہنچے گا یا اس حصۂ روح کو ضرور پہنچے گا جس کی تقویت کے لئے غذا مقرر کی گئی تھی یہ ایک طبعی نتیجہ ہے جو لازماً خود بخود نکلے گا۔

اس لئے یہ خیال دل میں نہ لاؤ کہ مغفرت کا یہ مطلب ہے کہ اس کی ہمیں ضرورت نہیں۔ مغفرت کا اور مطلب ہے اور ضرورت کا اور مطلب ہے۔ اب ایک شخص کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے جس کی بہت سی وجوہات ہیں اس کو چھوڑ دیں، اس کے نتیجے میں وہ عام کھانا کھا رہا ہے مگر اس کی ایک ٹانگ سوکھ گئی ہے جس کا مطلب ہے ٹانگ کے لئے جو غذا مقرر تھی وہ اسے نہیں پہنچ رہی۔ تو جس کی ٹانگ بے چارے کی سوکھ جائے اب اس کو سوٹیاں تو نہیں مارتے اگر اس کا قصور نہ ہو۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتے اس کا نقصان کوئی نہیں۔ جو غذا نہیں پہنچے گی اس کا نقصان ضرور ہوگا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہاں فرما رہے ہیں لائق مؤاخذہ ہوتا ہے۔ مؤاخذہ کس نتیجے پر پہنچے گا یہ اللہ جانتا ہے۔ لیکن اس کے مؤاخذہ کا یہ مطلب نہیں کہ اگر بخش دیا جائے تو ٹانگ کی کمزوری دور ہو جائے گی۔ اگر بخش دیا جائے تو مطلب یہ ہے کہ وہ نہیں دوڑ سکا، لنگڑا بے چارہ، اس لئے دوڑ میں شامل ہوا مگر تھوڑا چلا۔ تو اللہ تعالیٰ اس سے مغفرت کا سلوک فرمائے گا اور اس کا امتحان تھوڑے عرصے میں مکمل ہو جائے گا۔ جیسے بچوں کی ریس (Race) ہوا کرتی ہے بڑوں کے ساتھ تو بچوں کے لئے پہلے منزل لگا دیا کرتے ہیں بڑوں کے لئے آگے لگا دیتے ہیں۔ Handicap جو ہیں ان کے نشان الگ الگ لگتے ہیں۔ تو یہ مضمون ہے کہ خدا تعالیٰ نے Handicap کا بھی خیال رکھا ہوا ہے۔ مگر ان

VELTEX INDUSTRIES INC.

. . . . the worldclass fabric manufacturers

Specializing

in

velvet, twill, denim, jacquard, pinpoint

at competitive pricing with best quality.

BUYING FACTORY DIRECT IS THE ANSWER

Wholesaler,

readymade garments producers

& converters are welcome

Please contact:

Corporate Office,

VELTEX INDUSTRIES INC.

4th Floor, 14726 Ramona Avenue

Chino Hills, California 91710, USA

Phone: (909) 393-9935

Fax: (909) 393-8117

Web site: www.veltex.com

e-mail: veltex@veltex.com

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

Handycape کا جو ذمہ دار نہیں ہیں جنہوں نے بالارادہ شرارت کی راہ سے نعمتوں کا انکار نہیں کیا یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے گا۔ وَ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآء اور جنہوں نے جان بوجھ کر نعمت کا انکار کیا اور اس کے نتیجے میں ان کے اعضاء سوکھے ہیں تو اس کی ساری ذمہ داری ان پر پڑے گی اور پھر وہ عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے۔

”اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جوا اپنی گردنوں پر اٹھاؤ کہ شریر ہلاک ہوگا“۔ مسکینی کے ساتھ قرآن کریم کا جوا اپنی گردنوں پر اٹھاؤ اس کا مطلب یہ ہے کہ سارے قرآن کا بار تمہاری گردن پر آنا چاہئے جیسے بیلوں پر جوا ڈالا جاتا ہے تو جس چیز کو وہ کھینچتے ہیں تمام تر بوجھ انہی پر پڑتا ہے تو مسکینی کے ساتھ جیسے بیل اپنی گردن آگے رکھ دیتا ہے اور اس پر جوا ڈال دیا جاتا ہے۔ پھر بیل بیل کی الگ الگ حالت ہوتی ہے کچھ بے چارے کمزور ہوتے ہیں وہ تھوڑا تھوڑا چلتے ہیں لیکن سارا بوجھ ضرور اٹھاتے ہیں یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی بوجھ کوئی اور اٹھا لے۔ اپنی گاڑی خود ہی کھینچنی پڑتی ہے، کچھ بیل جو قوی ہیں بڑی قوت کے ساتھ تیز دوڑتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ آدھا جُوا اٹھاؤ۔ آدھے جُوا کا کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ پس اپنی گردنیں مسکینی کے ساتھ آگے کر دو اور سارا بار شریعت اٹھانے کے لئے اپنے آپ کو پیش کر دو پھر جو کمزوریاں ہیں ان پر اللہ نظر فرمائے گا اور جس کمزوری سے صرف نظر فرمانا چاہے یا بخشش فرمانا چاہے وہ مَنْ یَّشَآءُ جس کی کمزوری چاہے دور فرمائے گا یا اس سے رحمت کا سلوک فرمائے گا۔

”دین العجائز اختیار کرو“۔ دین العجائز کیا ہوتا ہے۔ عجائز بڑی بوڑھیوں کو کہتے ہیں ایسی بڑی بوڑھیاں جو ہمارے معاشرے میں اس طرح ملتی ہیں کہ وہ سادہ دل ہوتی ہیں اور ان کے اندر کوئی شر نہیں ہوتا جو کام کہا جائے وہ سو بسم اللہ کہہ کے اس پہ چل پڑتی ہیں۔ ایسی بڑی بوڑھیوں کا زمانہ میرا خیال ہے بہت پہلے گزر چکا ہے اب کم کم دکھائی دیتی ہیں۔ آج کل تو جتنی بوڑھیاں ہیں اتنی شریر اور وہ فساد کا سوچتی رہتی ہیں، مگر پھر بھی ملتی ہیں غریبوں میں ملتی ہیں، سادہ لوح لوگوں میں ملتی ہیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو ان کی مثال دکھا رہے ہیں کہ اپنے نفس کے لئے بڑی بوڑھیوں کو جن کو عجائز کہا جاتا ہے ان کا دین اختیار کرو۔ ان کا دین سیدھا سادا یہی ہے کوئی بات کہیں ان سے بی بی مائی! یہ کام کرو اچھی چیز ہے، بہت اچھا جی میں اب یہی کروں گی۔ سیدھا اعتبار کرتی ہیں۔ اب لوگوں کا اعتبار جو کرتی ہیں وہ دھوکے میں بھی آسکتی ہیں لوگ دھوکے باز ہیں مگر اللہ تو دھوکہ باز نہیں۔ جب اللہ کہے کہ یہ کام کرو تو عجائز سے ان کا یہ سلیقہ سیکھو کہ وہ اپنا سر تسلیم خم کر دیتی ہیں بڑی سادگی کے ساتھ، بڑی پاکیزگی کے ساتھ۔ ان کے ساتھ تو شرارت ہو سکتی ہے مگر تمہارے ساتھ شرارت نہیں ہو سکتی کیونکہ حکم دینے والا اللہ ہے جو رب العالمین ہے، جو تمام ہدایت کا منبع ہے۔ پس اس پہلو سے فرمایا کہ دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جُوا اپنی گردنوں پر اٹھاؤ مسکینی کی حالت میں۔ ”کہ شریر ہلاک ہوگا“ اب لمبے فقرے کو چھوٹا کر دیا ہے۔ یاد رکھنا مسکینی میں بھی کوئی شرارت نہ ہو، شریر ہلاک ہوگا۔ تمہاری مسکینیاں لوگوں کے سامنے تو ہو سکتی ہیں یعنی جھوٹی مسکینیاں لیکن اللہ کے سامنے نہیں ہو سکتیں اس لئے تمہاری مسکینی میں بھی اگر خدا شر کا پہلو دیکھے گا تو تم ہلاک ہو جاؤ گے۔ ”اور سرکش جہنم میں گرایا جائے گا“۔ اصل چیز سرکشی ہے۔ دعا کے ذریعہ مدد مانگنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کی سرکشی سے نجات بخشے۔ جب انسان سر خدا کے سامنے اٹھاتا ہے یا کسی نیک کام کے مقابل پر کوئی باغیانہ رویہ اختیار کرتا ہے تو اسے سرکشی کہتے ہیں اور یہ روزمرہ کی باتیں ہیں اس کو زیادہ تفصیل میں بیان کرنے کی ضرورت نہیں، آپ سب جانتے ہیں کہ جب تک مرضی کے مطابق باتیں ہوتی رہیں انسان مسکینی کی حالت میں دکھائی دیتا ہے جہاں مرضی کے خلاف حکم ہوا وہیں سر اٹھا۔ ہم نہیں جانتے ایسے نظام کو، ہم نہیں جانتے کس کا حکم ہے۔ کون ہم پر حکومت کر سکتا ہے۔ ہم کریں گے اپنے اوپر حکومت۔ حالانکہ یہ بھول جاتے ہیں کہ وہ قرآن کریم کے پانچ سو احکامات میں سے ہی ایک حکم تھا۔ اب اس میں کہنے والے کی ملکیت نہیں بلکہ جس نے یعنی خدا تعالیٰ نے اسے فرمایا یا خدا تعالیٰ کے حکم کی خاطر وہ آگے اس نے دوسرے کو بظاہر حکم دیا ہے یا منت سماجت کی ہے یا پھر درخواست کی ہے جو کچھ بھی کہہ لیں اس کا انکار کرنے والا اس شخص کا انکار نہیں کرتا بلکہ اس اللہ کا انکار کرتا ہے جو مالک ہے۔ اور دیکھنا صرف یہ چاہئے کہ یہ حکم اپنی ذات میں ان پانچ سو میں داخل ہے کہ نہیں ہے۔ بڑی آسان پہچان ہے، ہر فطرت جانتی ہے، ہر انسان کی فطرت جانتی ہے کہ یہ احکامات پانچ سو احکامات میں داخل ہیں کہ نہیں کیونکہ خدا کی طرف سے جو بھی حکم آئے گا وہ اچھا ہوگا اپنے فائدے میں ہوگا۔ تو عجیب احمق لوگ ہیں کہ اپنے فائدے کی بات جب مرضی کے خلاف پاتے ہیں اور شر میں فائدہ دیکھتے ہیں خیر میں نہیں تو سر اٹھا لیتے ہیں۔ یہ ان کے لئے حکم ہے کہ یاد رکھو شریر ہلاک کیا جائے گا۔ اپنے شر پر نظر رکھنا، اگر شر ہے تو لازماً تمہیں جہنم کے گڑھے میں دھکیل دے گا۔

فرمایا، ”دنیا کی خوشحالی کی شرطوں سے خدا تعالیٰ کی عبادت مت کرو“۔

یہی بات ہے جو میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ دنیا کی خوشحالی جس حکم سے تعلق رکھتی ہو اگر صرف اسی کو مانو گے اور بسا اوقات لوگ ایسا ہی حکم مانتے ہیں جو ان کی دنیا کی خوشحالی کے لئے مفید ہو دوسرے حکموں کو رد کر دیتے ہیں۔ تو فرمایا ”دنیا کی خوشحالی کی شرطوں سے خدا تعالیٰ کی عبادت مت کرو“۔ اب ایک نمازی بظاہر نمازیں پڑھ رہا ہے جیسا کہ میں نے کہا تھا نماز کے اندر ساری نیکیاں آجاتی ہیں مگر اگر عبادت کا منشاء یہ ہو کہ ہم ہی حاصل کرتے رہیں اللہ سے اور دنیا کی خوشحالیاں نصیب ہوں تو ساری عبادت ہی ضائع جائے گی اس کا کوڑی کا بھی فائدہ نہیں پہنچے گا۔

”ایسے خیال کے لئے گڑھا در پیش ہے“۔ یعنی اس نے غرق ہونا ہی ہونا ہے جو یہ خیال لے کے آگے بڑھتا ہے کہ میں وہی مانوں گا جس کو میں اپنے فائدے میں سمجھوں گا اور وہ دنیا کی خوشحالی ہوگی تو فرمایا ایسے شخص کو چھوڑا نہیں جائے گا چلتے چلتے ایک دم دھڑام سے ایک گڑھے میں جا پڑے گا اور وہی ابتلاء کا گڑھا ہوا کرتا ہے۔ کسی کے لئے آج در پیش ہوا کسی کے لئے کل ہوگا۔ غرضیکہ تمام نظام جماعت پر نظر ڈال کر آپ دیکھ لیں ایسے شخص کسی نہ کسی جگہ گڑھے میں غرق ہو جاتے ہیں پھر وہ کاٹے جاتے ہیں اور وہی گڑھا جہنم کا گڑھا بنتا ہے۔

”بلکہ تم اس لئے اس کی پرستش کرو کہ پرستش ایک حق خالق کا تم پر

ہے“۔ جو خالق ہے اس نے تمہیں بنایا اس طرز پر ہے کہ پرستش اس بنانے والے کا حق بن جاتا ہے۔ ہر چیز جو انسان بناتا ہے اس پر وہ حق رکھتا ہے۔ ایک کمپیوٹر بنانے والا کمپیوٹر پر ایک حق رکھتا ہے اور اگر وہ ٹھیک بنائے تو لازماً حکم مانے گا اس کا۔ ایک ہوائی جہاز بنانے والا، ایک بہت عظیم پُل بنانے والا، ایک مینار بنانے والا جب بھی بناتا ہے تو اس عمارت یا اس مشین یا اس جہاز وغیرہ کی ایک ایک کل اس کے تابع فرمان ہوتی ہے۔ جہاں اطاعت سے منہ موڑے گی وہاں اپنی ہلاکت کے سامان کرے گی۔ بعض دفعہ بہت بڑے بڑے خطرناک حادثے ہوتے ہیں اور خوب چھان بین کے بعد پتہ چلتا ہے کہ ایک چھوٹا سا پرزہ اپنی جگہ سے ہل گیا تھا تو دیکھیں پانچ سو احکامات کی اہمیت کتنی ہے۔

اور یہ بھی فرمایا کہ ہر خالق اپنے مخلوق پر حق رکھتا ہے اور اس حق کی خاطر اس کی پرستش کرو کیونکہ اگر حق سے روگردانی ہوئی تو ہو سکتا ہے چھوٹی سے چھوٹی روگردانی کے نتیجے میں بھی تم ایک ہولناک حادثے کا شکار ہو جاؤ اور اس مضمون پر باریک نظر نہ رکھنے کے نتیجے میں بہت بڑے بڑے لوگوں کو دیکھا گیا ہے جن کی ساری عمر بظاہر نیکی کی کمائی میں خرچ ہو گئی آخر بد انجام کو پہنچے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو راہ کی ہر چیز دکھا دی۔ ایک ایک قدم، ایک ایک ٹھوکر کی نشاندہی فرما دی ہے۔ ہر چیز پر اتنی روشنی ڈالی ہے کہ اس کے بعد اگر ہم اس سے فائدہ نہ اٹھائیں تو بڑی بدقسمتی ہوگی۔ **”پرستش ایک حق خالق کا تم پر ہے۔ چاہئے کہ پرستش ہی تمہاری زندگی ہو جاوے اور تمہاری نیکیوں کی فقط یہی غرض ہو کہ وہ محبوبِ حقیقی اور محسن حقیقی راضی ہو جاوے کیونکہ جو اس سے کم تر خیال ہے وہ ٹھوکر کی جگہ ہے“۔**

پس اس مضمون کو یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ پر جا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ختم فرما دیا۔ مَنْ یَّشَآءُ میں راضی ہونا ہے باقی بحثوں کو چھوڑ دو۔ یَشَآءُ کا مطلب ہے جسے چاہے، جس کے لئے راضی ہو جائے۔ فرمایا تم رضا پر نظر رکھو، یہ دیکھو کہ اللہ کے پیار اور رضا کی نظر تم پر پڑتی ہے۔ اگر وہ تم سے خوش ہے اور تم ہمیشہ اس کو خوش رکھنے کی کوشش کر رہے ہو تو پھر تمہیں کوئی خطرہ نہیں۔ ایک

SATELLITE WAREHOUSE
MTV Muslim Television Ahmadiyya
CNN
Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More
Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:
SKY
Signal Master Satellite Limited
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey GU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740
ZEE TV

انسان بھی جس سے خوش ہو اس کی بہت سی کمزوریوں سے صرفِ نظر کرتا ہے اور بالآخر نتیجہ اس کے حق میں ہی نکالتا ہے۔ مائیں اپنے بچوں سے خوش ہوں تو یہی کام کرتی ہیں حالانکہ دوسروں کو اُن میں لاکھ عیوب دکھائی دیں۔ اصل چیز خوشی ہے۔ اللہ خوش تو يَغْفِرُ لِمَن يَشَآءُ کا مضمون، اللہ ناراض تو يُعَذِّبُ مَنْ يَشَآءُ کا مضمون۔

تو بہت مشکل رستہ دکھا کر، پانچ سو احکام کی باتیں فرما کر اور پیچ در پیچ راہوں سے گزار کر آخر پر پھر مضمون کو کتنا آسان کر دیا۔ فرمایا سیدھی بات تو یہی ہے کہ سب کچھ رضائے باری تعالیٰ کی خاطر ہو۔ تم یہ دیکھو کہ تمہارے اعمال سے اللہ ناراض نہ ہو۔ اور اس بات کا خیال ہمیشہ، ہر لمحہ دل میں جاگزیں رہے کہ خدا کے پیار کی نظریں تم پر پڑتی ہوں۔ اگر اللہ راضی تو سب کچھ راضی، سب جگ راضی، ساری زندگی اپنے اعلیٰ مقصد کو پہنچ گئی۔ اگر اللہ ناراض کر لیا تو پھر فرمایا اس سے کم تر خیال ہی وہ ٹھوکر کی جگہ ہے یعنی جن ٹھوکروں کا ذکر فرمایا گیا ہے وہ کم تر خیال ہے یعنی اللہ کو راضی کرنے سے کم تر خیال کہ پوری طرح راضی نہ بھی ہو تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ کم تر خیال جو ہے وہ ٹھوکر کی جگہ ہے اس سے تمہیں ضرور ٹھوکر ملے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آگے فرماتے ہیں۔ یہ روحانی خزائن، ازالہ اوہام جلد ۳ صفحہ ۵۴۸ سے یہ عبارت لی گئی ہے۔ فرمایا یہ سب چیزیں کیسے حاصل ہونگی ان چیزوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں ہمارے شامل حال ہیں اور یاد رکھیں ہم دعاؤں کی ہواؤں کے رخ پر چل رہے ہیں اس لئے اگر پھر بھی ہم نے ٹھوکر کھائی تو وہ حالات جو ہمارے لئے سازگار کئے گئے ہیں ان کے مخالف چل کر ٹھوکر کھائیں گے۔ فرماتے ہیں میں تو ہمیشہ دعا کرتا ہوں مگر تم لوگوں کو بھی چاہئے کہ ہمیشہ دعائیں لگے رہو کیونکہ سب فیصلے آسمان سے ہوتے ہیں۔ رضا بھی آسمان ہی سے اترتی ہے۔ اگر ہم دعاؤں سے کام نہیں لیں گے اور اس کی طرف توجہ نہیں کریں گے تو پھر کچھ بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ نمازیں پڑھو اور توبہ کرتے رہو جب یہ حالت ہو گی تو اللہ تعالیٰ حفاظت کرے گا۔

اب یاد رکھو کہ ہماری حفاظت کا سامان، ہمارے گھر کی حفاظت کا سامان اس بات سے وابستہ نہیں کہ ہم میں سے ہر ایک اس معیار کو پہنچ جائے کہ اللہ تعالیٰ اسے بچالے۔ ایک خاندان میں بے شمار لوگ ہوتے ہیں کمزور بھی اور طاقتور بھی مگر اللہ تعالیٰ کے احسان کا سلوک کتنا عظیم ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، اگر سارے گھر میں ایک شخص بھی ایسا ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس کے باعث سے دوسروں کی بھی حفاظت کرے گا۔ پس آپ کے گھر کی حفاظت کا سامان کتنا آسان ہو گیا ہے۔ پہلے یہ خیال ہو سکتا تھا کہ ہم میں سے ہر ایک اگر پوری طرح حفاظت کا حق دار نہ بنے گا تو مشکل اور تکلیف کے وقت برباد ہو سکتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نظر رکھتا ہے اور اس نظر میں ایک بات شامل ہے جو یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اگر اپنے گھر کی حفاظت چاہتے ہیں اور پھر کمزوریاں ہیں تو پھر آپ کی وجہ سے وہ گھر بچایا جا سکتا ہے اور اگر کمزوریوں میں بے اختیاریاں ہیں اور بغاوت نہیں ہے تو پھر بچایا جائے گا۔ یہ ساری باتیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں مضمر ہیں۔ مگر قرآن کریم کے وسیع مطالعہ سے نظر آنے لگ جاتی ہیں کہ یہ باتیں شامل حال ہیں۔

اب وہ عذاب جس نے نوحؑ کی قوم کو برباد کیا تھا حضرت نوحؑ کا بیٹا بھی اس میں ہلاک ہوا ہے تو کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت نوحؑ کی نیکیوں نے بیٹے کو کیوں نہ بچایا ان سب میں کمزوریاں تھیں اور جس کو نہیں بچایا اس میں باغیانہ حالت تھی اور باغیانہ حالت کے متعلق پہلے ذکر گزر چکا ہے کہ اس کو خدا قبول نہیں کرتا۔ پس تمام گھر والے جن کی آپ تربیت اس رنگ میں کر رہے ہوں کہ باوجود کمزوریوں کے ان میں باغیانہ حالت نہ ہو تمام ایسے گھر والے آپ کی وجہ سے بچائے جائیں گے۔ اب چونکہ وقت ہو گیا ہے اور آگے میں نے سفر بھی کرنا ہے باقی باتیں پھر انشاء اللہ۔

خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

ہر عمر کے مومنوں پر ہوتا ہے مگر انصار اللہ پر زیادہ شدت کے ساتھ اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ صحابہ رسول اللہ ﷺ کو لحہ لحہ اس بات کا انتظار رہتا تھا جو ان کے ازدیاد ایمان کا باعث بنے۔ وہ رسول اللہؐ کی محبت کی تلاش میں آپ کے سامنے بیٹھا کرتے تھے۔ وہ لوگ جو خدا کی خاطر ہمیشہ ایسے انتظار میں رہتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ پیار کی نظریں ڈالا کرتا ہے۔ پس اگر باقی زندگی اس امید پر بسر کریں تو یہ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ توقعات کو پورا کرے اور خود اس کی توفیق بھی دے۔

حضور نے فرمایا کہ كَآفَّةً کے دو معانی ہیں۔ اول یہ کہ ہر داخل ہونے والا پورے کا پورا خدا کی محبت کے دائرے میں داخل ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ تمام مومن چھوٹے یا بڑے سارے کے سارے خدا تعالیٰ کی محبت کے طالب بن کر اپنی زندگی بسر کریں۔ حضور نے فرمایا کہ وہ لوگ جو اس دائرے میں آجائیں گے ان کے لئے ممکن نہیں رہتا کہ وہ شیطان کے قدموں کی پیروی کریں۔ کیونکہ یہ دونوں متضاد باتیں ہیں۔ اگر آپ اس دائرے سے نکلیں گے تو ہلاکت کی طرف جائیں گے۔ اگر شیطان کو ذرا بھی موقع ملا تو وہ آپ کو اچک کر لے جائے گا۔ حضور نے فرمایا کہ احمدیوں کے پاس اس کثرت سے نشان آئے ہیں کہ ان کے قدم ڈگمگانے کا کوئی خطرہ نہیں لیکن اگر ایسا ہوا تو بڑی بد قسمتی ہو گی۔

حضور نے صحیح ترمذی سے ایک حدیث بیان کی جو حضرت انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ عہد نبویؐ میں دو بھائی تھے۔ ایک آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر رہتا تھا اور دوسرا کام کرتا۔ کام کرنے والے نے شکایت کی کہ اس اکیلے پر گھر کا بوجھ ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ عین ممکن ہے کہ تجھے جو رزق عطا کیا جا رہا ہے وہ دوسرے بھائی کی وجہ سے ہو۔ حضور نے فرمایا کہ اس حدیث میں واقفین زندگی اور ان کی خدمت کرنے والوں کے لئے ایک نکتہ ہے۔ جماعت جرمنی میں بعض لوگ بڑی خدمت کر رہے ہیں جن کے اقرباء سمجھتے ہیں کہ وہ ان خدمت کرنے والوں کے بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ آنحضور ﷺ کا ارشاد جیسے کل سچا تھا آج بھی سچا ہے۔ اللہ کرے کہ ان کے اقرباء کے دل میں یہ وہم نہ گزرے کہ ان کی وجہ سے ان کے خاندان کو نقصان پہنچ رہا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ وہ اعلیٰ درجہ کے انسان ہیں جو خدا کی ذات کی رضا میں کھوئے جاتے ہیں۔ وہ اپنی جان بیچتے ہیں اور خدا کی مرضی کو مول لیتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ اللہ کی رضا خریدی نہیں جاتی لیکن جب وہ خود کہے کہ کون ہے جو میری رضا خریدے؟ تو جو کہیں گے کہ ہم ہیں پھر کیسے ممکن ہے کہ اللہ انہیں محروم رکھے۔ حضور نے فرمایا کہ جان بیچنا ایک لمحے کا سودا نہیں، ساری زندگی کا سودا ہے۔ ہزار موتیں قبول کرنی ہونگی اور ہزار زندگیاں ہر موت کے بدلے ملیں گی۔ بہت سے واقفینِ زندگی نے کسی خاص لمحہ خود کو اللہ کے سپرد کر دیا اور پھر اس پر قائم نہ رہے ان کا لازماً بد انجام ہوتا ہے۔ پس جان کا سودا پہلے ہوتا ہے اور اس حالت کے ثبوت ساری عمر بعد میں مہیا ہوتے رہتے ہیں پھر دعویٰ صرف دعویٰ نہیں رہتا۔

حضور نے فرمایا کہ انسان کو جتنی صلاحیتیں بخشی گئی ہیں، ایک انسان ان سب سے کام لے کر خدا کے دین اور اس کی مخلوق کی خدمت کرتا ہے لیکن اس کی توفیق صرف اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ ہم نے جو کچھ انہیں دیا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اکثر لوگ کبھی نہ کبھی اللہ کی رضا سے لطف اندوز ہوتے ہیں لیکن انہوں نے اپنی جان نہیں بیچی ہوتی۔ اس لئے ان کے ہاں لذت آکر ٹھہر نہیں جاتی اور پھر دنیا کی لذتیں قرار پکڑ لیتی ہیں۔ جب لطف ٹھہر جائے تو تمام اعمال صالحہ تلذذ کی راہ سے صادر ہونے لگتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ جو شخص پیسے کی خاطر محنت کرتا ہے وہ محنت دوسروں کو نظر آتی ہے لیکن اس شخص کو پیسے کی لذت کی وجہ سے وہ مشقت محسوس نہیں ہوتی۔ یہی وہ نقد بہشت ہے۔ اللہ ادھار نہیں رکھتا۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ جو آئندہ زندگی میں ملے گا وہ اسی بہشت کا ظل اور سایہ ہے جو روحانی انسان کو اس دنیا میں ملتی ہے۔ حضور نے فرمایا یہ عارف باللہ کا کلام ہے جو خدا کی محبت کی راہیں کھول کھول کر دکھا رہا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ بعض لوگ سختی اور مشقت کر کے اگلی دنیا کی لذت حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں لیکن انہیں کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ آئندہ کی لذات اسے ملیں گی جسے اس زندگی میں محبت نصیب ہو گی۔ اللہ کی خاطر جو دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں اللہ ان کے ساتھ محبت رکھتا ہے جو لوگ اپنی زندگی کو جو اس نے ہی ان کو دی ہے اس کی راہ میں وقف کر دیتے ہیں اور اسے سعادت سمجھتے ہیں۔ حضور نے جماعت جرمنی کو نصیحت فرمائی کہ قربانی کرنا اللہ کا احسان ہے اور خدمت ایک اعزاز ہے۔ پس آپ کو کبھی یہ خیال نہ آئے کہ ہم کچھ کر رہے ہیں۔ ہر خدمت ایک جزا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ خدا کی راہ میں اپنی گردن ڈال دو۔ اس کا ایک مطلب ہے کہ خدا کی اطاعت کا جوا اپنی گردن میں ڈال لو اور دوسرا یہ کہ حضرت اسماعیلؑ کی طرح اپنی جان کو پیش کر دو۔ ہر انسان کے ماحول میں اسے برے کاموں کے لئے بلانے والے شیطان ہیں اور انسان ان سے بچ سکتا ہے اگر وہ اللہ کی راہ میں گردن ڈال دے۔ اسی کا نام اللہ تعالیٰ نے استقامت رکھا ہے۔ وہ صدیق ہیں جو کامل وفا کے ساتھ انبیاء کے پیچھے چلتے رہے اور وہ شہید ہیں جنہوں نے اسی راہ میں جان دے دی لیکن پیچھے نہیں ہٹے۔ اور صالح وہ جو آگے تو نہ بڑھ سکے لیکن اپنی زندگی پیش کر دی۔

حضور نے فرمایا کہ انسان کی پیدائش کا مقصد یہ ہے کہ وہ ہمیشہ خدا کی عبادت کرے۔ اگر وہ اس غرض کے لئے ہو جاتا ہے تو یہ استقامت ہے اور جب وہ اللہ کے لئے ہو جائے گا تب اس پر ایمان نازل ہو گا یعنی پاک زندگی عطا ہوئی جو اصل مقصود و مطلوب ہے۔ اگر یہ مل جائے تو ہم یہ کہتے ہوئے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر سکتے ہیں کہ "فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَة" رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ (خلاصہ مرتبہ: محمود احمد ملک)

اعتذار و تصحیح

الفضل کے گزشتہ شمارہ نمبر ۲۱ کے صفحہ ۱۶ کے آخری کالم میں نماز جنازہ کا جو اعلان شائع ہوا ہے اس میں تاریخ ۱۰ر مئی کی بجائے ۱۵ر مئی طبع ہو گئی ہے۔ ادارہ اس سہو کے لئے معذرت خواہ ہے۔ یہ نماز جنازہ ۱۰ر مئی کو پڑھی گئی تھی۔

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas Ahmad Khan

204 Merton Road London SW18 5SW

Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156

Fax: 0181-871-9398

ڈاکٹر عبدالسلام

متعصب آنکھوں نے جسے پہچانا نہیں

صاحب مضمون: پروفیسر ایم رشید —— ترجمہ و تلخیص: ہدایت زمانی

(اخبار نیوز انٹرنیشنل لندن کی ۹؍ فروری ۱۹۹۸ء کی اشاعت میں جناب پروفیسر ایم رشید کا ایک مضمون انگریزی میں شائع ہوا ہے۔ مضمون نگار اور اخبار مذکور کے شکریہ کے ساتھ اس کا خلاصہ قارئین الفضل کی دلچسپی کے لئے پیش ہے):

پاکستان میں مذہبی لحاظ سے متعصب لوگوں کا ٹولہ تو کافی عرصہ سے اپنی مذموم کارروائیوں میں مصروف ہے مگر وہ سوسائٹی میں کبھی بھی اتنا مقبول نہیں ہوا تھا جتنا کہ آج کل ہے۔ گزشتہ جمعہ کی بات ہے عیدالفطر کی نماز سے پہلے گلبرگ مسجد لاہور کے امام نے منبر رسولؐ پر کھڑے ہو کر اقلیتوں کے خلاف خوب زہر اگلا۔ خاص طور پر احمدیوں کو بہت رگیدا، انتہائی حقارت آمیز انداز میں ان پر تنقید کرتے ہوئے ان سب کو کافر قرار دیا اور غضبناک حالت میں آپے سے باہر ہو کر سب کو سخت سست کہا۔ جو لوگ عید کی نماز ادا کرنے آئے ہوئے تھے انہوں نے درخواست کی کہ دوسروں کے خلاف زہر افشانی کرنے کی بجائے وہ عید کی نماز کی طرف توجہ دیں جو سال میں ایک مرتبہ یعنی رمضان کے بعد آتی ہے مگر مولوی صاحب تو کوئی معقول بات سننے کے لئے تیار ہی نہ تھے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسجد میں بیٹھا ہر شخص اٹھ کھڑا ہوا اور بڑبڑاتا ہوا مسجد سے باہر چلا گیا۔

ایسا تعصب جو دیکھنے میں آتا ہے وہ موجودہ عدم رواداری کے کلچر کا مظہر ہے۔ پاکستان میں اس قسم کے خطرناک رجحان کو گزشتہ دو دہائیوں میں تقویت ملی ہے جس کی وجہ خاص طور پر جنرل ضیاء الحق کی پالیسیاں تھیں جن کو انہوں نے وضع کیا تھا اور پھر عدم رواداری کی ان روایات کو پاکستانی سوسائٹی میں دور دور تک پھیلانے کے لئے ان جوشیلے "مجاہدین" نے بہت کام کیا۔ اندھی نفرت اور بلا مقصد تشدد آمیز کارروائیاں ایک بیمار سوسائٹی کی غمازی کرتی ہیں اور ایسے دور میں اسلامی رواداری جیسی قدروں اور نیکیوں کو یکسر بھلا دیا جاتا ہے۔ عوام تقسیم در تقسیم ہوتے جاتے ہیں اور ان میں اختلافات کی آندھیاں چلتی ہیں۔

مذہبی گروہ بندیوں کی وجہ سے تعصب کی لعنت کی بدولت عوام میں دلائل کی قوت صلب ہو جاتی ہے۔ چھوٹے سے چھوٹا تنازعہ حل کرتے وقت تحمل و بردباری سے کام نہیں لیا جاتا۔ کسی بھی عقیدہ کے خلاف کوئی رائے ناقابل برداشت گنی جاتی ہے۔ اور اس کو دبانے کے لئے تشدد تک کو جائز قرار دیا جاتا ہے۔ یہ صورتحال بڑی ہی خوفناک ہے اور اسی وجہ سے ہم ان کامیابیوں کو بھی بھلا بیٹھے ہیں اور ایسے لوگوں کو بھی نظر انداز کر بیٹھے ہیں جنہیں بحیثیت قوم ہمیں سر آنکھوں پر بٹھانا چاہئے تھا۔

ان بدبخت متعصب لوگوں کی وجہ سے ہمارے عوام کو سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ وہ ہمارے واحد نوبل انعام پانے والے پروفیسر عبدالسلام کو جلاوطن کر دیا گیا۔ پروفیسر صاحب بلاشبہ سائنس کے شعبہ میں ہماری بہت عظیم شخصیت تھے۔ ان کے خلاف متعصبانہ کارروائیوں کی وجہ صرف ان کا احمدیت کے ساتھ وابستہ ہونا تھا۔ اس آرٹیکل کے مصنف کو جو احمدی نہیں ہیں یہ فخر حاصل ہے کہ وہ گورنمنٹ کالج لاہور میں محترم ڈاکٹر عبدالسلام کا رفیق کار تھا۔ ڈاکٹر عبدالسلام نے گورنمنٹ کالج میں ۱۹۶۱ء تا ۱۹۶۴ء پڑھایا۔ اس کے بعد ان کی ان کے ساتھ خط و کتابت زندگی کے آخری ایام تک رہی۔ یہ کالم انہی کی یاد میں لکھا جا رہا ہے۔

ڈاکٹر عبدالسلام ۱۹۲۶ء میں جھنگ کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں پیدا ہوئے۔ جھنگ میں یہ دور افتادہ گاؤں تھا جہاں معیاری تعلیم کا انتظام بھی نہ تھا۔ ڈاکٹر عبدالسلام نے اسی گاؤں سے تعلیم کی ابتدا کی اور ۱۹۴۰ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ایسے سکول سے جہاں ابھی بجلی متعارف نہیں ہوئی تھی۔ اور اتنے اعلیٰ نمبر لے کر کامیاب ہوئے کہ آج تک ان کے ریکارڈ کو کوئی توڑ نہیں سکا۔

اس کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہوئے جہاں انہوں نے فزکس، میتھیمیٹکس اور انگریزی میں اعلیٰ کامیابیاں حاصل کیں۔ اور ہر قدم پر وظیفہ کے مستحق ٹھہرے۔ مزید اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے انہوں نے انگلستان میں کیمبرج یونیورسٹی کے سینٹ جونز کالج کا رخ کیا جہاں سے انہوں نے آنرز کی ڈگری حاصل کی۔

ڈاکٹر عبدالسلام ان چند شخصیتوں میں سے ہیں جنہوں نے ریاضی اور فزکس کے مضامین میں ڈبل فرسٹ حاصل کی۔ ۱۹۵۱ء میں وہ واپس پاکستان آئے اور گورنمنٹ کالج لاہور میں فزکس پڑھانے پر مامور ہوئے جلد ہی دنیا کے بلند پایہ تعلیمی مراکز میں کام کرنے والے معروف سائنس دانوں اور حساب دانوں کو ڈاکٹر صاحب کی بے پایاں صلاحیتوں کی خبر ہو گئی۔ لاہور کی تعلیمی فضا ویسے بھی ڈاکٹر صاحب کے لئے سازگار نہ تھی۔ اس لئے جب سینٹ جونز کالج نے ان کو وہاں آنے کی دعوت دی تو ڈاکٹر صاحب لاہور کو خیرباد کہہ کر ۱۹۵۵ء میں کیمبرج روانہ ہو گئے۔ اور جلد ہی سب سے کم عمر رائل سوسائٹی کے فیلو منتخب ہو گئے۔ اسی سال انہیں یونائٹڈ نیشنز کی طرف سے سوئٹزرلینڈ میں ہونے والی "ایٹم فار پیس کانفرنس" کا سیکرٹری مقرر کیا گیا۔

۱۹۵۷ء میں انہوں نے امپیریل کالج لندن میں تھیوریٹیکل فزکس کا شعبہ کھولا اور یہاں پڑھانے لگے۔ ان کا سب سے بڑا کارنامہ انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف تھیوریٹیکل فزکس، اٹلی کا قیام تھا۔ وہی اس انسٹی ٹیوٹ کے بانی تھے اور پہلے ڈائریکٹر بھی تھے۔ یہیں سے کائنات کی ماہیت کو سمجھنے کے لئے کئی ذرائع معلوم ہوئے۔

ان کا سب سے بڑا اعزاز ۱۹۷۹ء میں فزکس میں نوبل انعام کا حصول تھا۔ ان کے دوستوں کا خیال ہے کہ انہیں یہ اعزاز کئی سال پہلے مل جانا چاہئے تھا۔

پروفیسر عبدالسلام کو بلا کی قوت تخیل اور قوت وجدانیت ودیعت کی گئی تھی جن کا انہوں نے برمحل استعمال کر کے کائنات کے رازوں سے پردہ اٹھایا۔ وہ چار بنیادی طاقتوں میں سے دو کو یکجا کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے اس طرح انہوں نے آئن سٹائن کی تھیوری کو مزید تقویت بخشی۔

خاکسار ڈاکٹر عبدالسلام سے ۱۹۸۸ء میں امپیریل کالج لندن کے دفتر میں ملا اور ان سے تھرڈ ورلڈ کے تعلیمی، سائنسی اور ٹیکنالوجی کے مسائل پر تبادلہ خیال کیا۔ انہوں نے بتایا کہ ایشیا اور دیگر براعظموں میں واقع پسماندہ ممالک میں آبادی کی غیر معمولی بڑھوتی کی وجہ سے ضروری ہے کہ ہم ان ممالک میں سائنس اور نئی ٹیکنالوجی متعارف کروائیں اور سکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں کے سلیبس میں سائنس اور ریاضی کو رائج کریں۔ وہ زور دیتے تھے کہ لوگوں کو تعلیم یافتہ بنائے بغیر ان ممالک کی اقتصادی حالت بہتر نہ ہو گی۔ فرماتے تھے کہ ترقی یافتہ ممالک نے ریسرچ وغیرہ کو اہمیت دی مگر ہمارے ہاں وسائل کی کمی کی وجہ سے ریسرچ کی طرف توجہ نہیں دی جاتی۔ ان کا کہنا تھا کہ آج کل دنیا میں دو قسم کے لوگ آباد ہیں ایک وہ جو سائنسی تعلیم کی طرف توجہ دیتے ہیں اور ان سے فوائد حاصل کر کے اپنی اقتصادی حالت کو بہتر بنا لیتے ہیں۔ دوسرے وہ جنہوں نے سائنس اور ٹیکنالوجی کو اپنی زندگیوں میں رائج نہیں کیا اس طرح وہ غریب کے غریب ہی رہے۔ ایسے لوگ اس وقت تک اپنے ملک کی حالت کو سدھار نہیں سکتے جب تک کہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی طرف توجہ نہ کریں۔

اپنے عزیز وطن پاکستان کے بارہ میں انہیں اس بات کا بہت دکھ تھا کہ حکمران سائنسی تعلیم کو ترقی دینے میں ناکام رہے ہیں۔ ریسرچ کی طرف بہت کم توجہ دی گئی ہے۔ اعلیٰ ٹیکنالوجی سے ہم ابھی تک ناواقف ہیں۔ عوام تعلیم سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ پرائمری لیول تک نصف سے زیادہ بچے "تھری آر" سے بھی محروم ہیں۔ سیکنڈری اور گریجوئیٹ لیول تک ہم مناسب ہنر کی تعلیم نہیں دیتے۔

چین اور دیگر ممالک کی مثالیں دے کر پروفیسر عبدالسلام اس بات پر زور دیتے رہے کہ ملک عزیز پاکستان میں ریسرچ اور تربیتی امور کے ادارے کھلنے چاہئیں۔

پاکستان کے عوام اور یکے بعد دیگرے آنے والی حکومتیں اپنی کوتاہ نظروں کی وجہ سے ڈاکٹر عبدالسلام کے انداز فکر کو نہ سمجھ سکیں اور ڈاکٹر عبدالسلام کڑھتے رہے کہ پوری قوم تنزل کی طرف جا رہی ہے۔

ہمیں اس بات کو تسلیم کرنا ہو گا کہ کسی بھی ملک، جہاں جاگیردارانہ نظام مسلط ہو اور مذہبی تشدد کی سیاست چل رہی ہو کا ترقی کی راہوں پر قدم مارنا اور اپنے اندر غربت اور جہالت کو ختم کرنا ناممکن ہے مگر ہماری بدقسمتی ہے کہ ہمارے سائنس دان اور سیاسی راہنما ملک کے اندر اس بحران سے قطعی نابلد ہیں۔

☆......☆......☆

❁❁❁

زمیں کی کوکھ میں جلتا ہے جب کوئی برسوں
ہوا اٹھاتی ہے مٹی سے انقلاب کوئی
فصیلِ شہر کے درباں بدل بھی جاتے ہیں
ظلم کا آتا ہے جب بھی لینے حساب کوئی
ستاتے رہتے ہیں جو بوریا نشینوں کو
انہی کی تاک میں رہتا ہے پھر چناب کوئی
تلاشِ یار میں نکلو تو باوضو ہو کر
ملے گا شب میں اچانک ہی ماہتاب کوئی
عباد غور سے پڑھ لے تو پھر سے تحریریں
بدل ہی جاتی ہے اکثر یہاں کتاب کوئی

(عبدالجلیل عباد، ہمبرگ جرمنی)

اخبار کی قلمی معاونت کیجئے

الفضل آپ کا اپنا اخبار ہے۔ اسے آپ نے اور ہم سب نے مل کر سنوارنا ہے۔ اسے مزید دلچسپ اور مفید بنانا ہے۔ اور اس کے دائرہ اثر کو وسیع سے وسیع تر کرنا ہے۔ روزمرہ زندگی کے سینکڑوں تجارب، مشاہدات اور معلومات ایسی ہیں جن میں آپ دوسروں کو اپنے ساتھ شامل کر کے انہیں فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ آپ اپنے ایسے مشاہدات و تجربات اور مختلف واقعات پر اپنے محسوسات و قلبی کیفیات کو تحریر میں ڈھالئے اور ہمیں بھجوایئے۔ ہم انشاء اللہ آپ کی مرسلہ نگارشات کے انتخاب سے الفضل کو سجائیں گے۔ (ادارہ)

خلافتِ حقّہ

اُمتِ مُسلمہ کی مشکلات کا حقیقی حل

(پروفیسر راجہ نصراللہ خان)

دوسری قسط

(گزشتہ شمارہ سے تسلسل)

ڈاکٹر اسرار احمد اور ان کے ہمنواؤں کا خیال ہے کہ 'نظام خلافت' قائم کرنے کے لئے عوامی تحریک بپا کی جائے جبکہ قرآن مجید میں وضاحت سے ذکر ہے کہ خلافت قائم کرنا اللہ تعالیٰ کا اپنا وعدہ اور اسی کا کام ہے۔ کوئی ارضی تنظیم و تحریک یہ نہیں کر سکتی۔ اس سے پہلے انسانوں کی قائم کردہ ایک 'خلافت' کا انجام ہمارے سامنے موجود ہے۔

خلافت ترکیہ یا عثمانیہ

بیسویں صدی شروع ہونے سے پہلے سلطنت عثمانیہ اور سلطنت برطانیہ کے درمیان عملی تعاون موجود تھا۔ چنانچہ یونیورسٹی نصاب کی کتاب "مطالعہ پاکستان" از پروفیسر محمد بشیر احمد کے صفحہ ۸۹ پر زیر عنوان "سلطان ترکی کی حیثیت" تحریر ہے:

"سلطان ترکی اپنے عہد کا سب سے بڑا حکمران ہونے کے علاوہ خلیفۃ المسلمین بھی تھا۔ اس لئے دنیا کے مسلمانوں کی اکثریت اُس سے گہری عقیدت رکھتی تھی۔ برصغیر میں مغل سلطنت کے زوال کے بعد سے سلطان ترکی کا نام خطبوں میں پڑھا جاتا تھا۔ اٹھارھویں صدی کے آخر میں سلطان ٹیپو شہید نے انگریزی سامراج کے خلاف مدد لینے کے لئے اپنا سفیر سلطان ترکی کی خدمت میں بھیجا تھا مگر سلطان ترکی نے انگریزوں سے اپنے تعلقات کی بنا پر ٹیپو سلطان کو یہ جواب بھیجا تھا کہ انگریزوں کے ساتھ دوستی قائم کی جائے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں بھی انگریزوں نے ترکی کے شیخ الاسلام سے اپنے حق میں فتویٰ لے لیا تھا۔ مگر بیسویں صدی میں ترکی اور برطانیہ ایک دوسرے کے مخالف کیمپوں میں تھے"۔ (صفحہ ۸۹، ۹۰)

خلافت ترکیہ کو بچانے کے لئے انگریز سے استدعا

انگریزوں اور ترکوں کے ایک دوسرے کے مخالف ہو جانے کے بعد پہلی جنگ عظیم (1914-18) کے دوران ترکی اور اس کے ہمنوا ملکوں کو اتحادیوں کے ہاتھوں شکست کا سامنا کرنا پڑا اور اتحادیوں نے سلطنت ترکیہ کے حصے بخرے کرنے شروع کر دیئے۔ جس سے خاص طور پر برصغیر کے مسلمانوں کو بے حد دکھ پہنچا۔ چنانچہ پروفیسر محمد بشیر احمد رقمطراز ہیں:

"برطانوی سلطنت اپنی مسلم رعایا کے جذبات سے پوری طرح واقف تھی۔ برطانوی وزیراعظم لائیڈ جارج نے وعدہ کیا تھا کہ خلیفۃ المسلمین سلطان ترکی کا اعزاز و احترام بحال رکھا جائے گا"۔

(مطالعہ پاکستان ص ۹۱)

خلافت کمیٹی زیر سرپرستی گاندھی جی

لیکن بعد میں برطانیہ اپنے وعدوں سے منحرف ہو گیا جس سے برصغیر کے مسلمانوں میں بہت بے چینی پھیل گئی۔ چنانچہ ترکوں کے ساتھ یکجہتی اور ہمدردی کا اظہار کرنے کے لئے ۱۹۱۹ء میں "خلافت کمیٹی" کا قیام عمل میں لایا گیا اور ایک عرصہ تک خلافت کمیٹی کو کانگرس کی بھرپور تائید اور امداد حاصل رہی۔ چنانچہ مذکورہ بالا کتاب میں زیر عنوان "کانگرس کا تعاون" درج ہے:

"ان دنوں برصغیر کے افق سیاست پر موہن داس کرم چند گاندھی کے نام سے ایک عظیم شخصیت ابھری...... انہوں نے کانگرس کو آمادہ کر لیا کہ خلافت کے مسئلہ پر مسلمانوں کی مکمل تائید و حمایت کرے"۔ (مطالعہ پاکستان صفحہ ۹۱)

"نوائے وقت" کے مذہبی کالم نویس میاں عبدالرشید تحریر کرتے ہیں:

"ان مشکل ایام میں اس برعظیم کے مسلمان ترکی کے حق میں اٹھ کھڑے ہوئے اور انگریز کے خلاف زبردست تحریک خلافت چل نکلی۔ ہندو نے کمال چابکدستی سے اس تحریک کو جو اصلاً پان اسلامک تحریک تھی، مسلمانوں کے اندر تنگ مغربی نظریہ وطنیت (جو پین اسلام ازم کی ضد ہے) پھیلانے کے لئے استعمال کیا۔ مہاتما گاندھی اس تحریک کا لیڈر بن بیٹھا اور اس کی سرپرستی میں ہمارے بعض دانا و بینا لیڈروں نے حصولِ خلافت کے لئے ایک عجیب و غریب نسخہ تجویز کیا جس کے دو اجزاء تھے۔ ایک یہ کہ مسلمان ہندوستان سے ہجرت کر جائیں (اور ملک ہندو کے لئے چھوڑ دیں) اور دوسرا یہ کہ مسلمان اپنے سکول اور کالج بند کر دیں (اور مغربی تعلیم سے نابلد رہ کر ہندو کی ذہنی غلامی میں پھنس جائیں)۔ تحریک خلافت سارے ملک میں پھیل گئی البتہ قائداعظم نے اس طریق کار کی مخالفت کی"۔

(نوائے وقت مورخہ ۱۰۔۸۔۹۷ کالم 'نور بصیرت')

وفدِ خلافت بحالیٔ وقار کے لئے برطانیہ میں

پروفیسر محمد بشیر احمد لکھتے ہیں:

"مولانا محمد علی جوہر کی قیادت میں تحریک خلافت کے سرکردہ رہنما سفر انگلستان پر روانہ ہوئے...... ۱۷ مارچ ۱۹۲۰ء کو وفد کی برطانوی وزیراعظم لائیڈ جارج سے ملاقات کے دوران مولانا محمد علی نے پرزور دلائل کے ذریعہ خلافت کی اہمیت جتلائی اور برطانوی حکومت کی یقین دہانیاں یاد دلا کر مطالبہ کیا کہ سلطان ترکی کا وقار بحال کیا جائے اور اس کے سابقہ مقبوضات واپس لوٹا دیئے جائیں"۔

('مطالعہ پاکستان'، صفحہ ۹۴، ۹۵)

وفد کی مایوسی و ناکامی

مندرجہ بالا عنوان کے تحت متذکرہ کتاب کے صفحہ ۹۵ پر درج ہے:

"برطانوی پارلیمنٹ اور وزیراعظم کے سخت رویہ کے باعث وفد کو انگریز قوم سے کسی بھلائی یا ہمدردی کی توقع نہ رہی اور اسے مایوس واپس لوٹنا پڑا"۔

زمینی خلافت کا خاتمہ

پنجاب ٹیکسٹ بورڈ نے "مطالعہ پاکستان" کی جو کتاب شائع کی ہے اور جسے انٹر کالجز کے لئے لازمی قرار دیا ہے اس کے صفحہ ۱۹ پر یہ فقرہ درج ہے:

"کمال اتاترک نے بھی ترکی میں خلافت کا خاتمہ کر دیا" — گویا زمینی خلافت پیوند زمین ہو گئی۔

ڈاکٹر اسرار احمد کی دوسری بڑی غلطی

ڈاکٹر اسرار احمد کی خود ساختہ خلافت کے ڈھونگ کی قلعی کو کھولنے کے بعد اب ڈاکٹر صاحب کی دوسری بڑی غلطی کا ذکر کرتے ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد کا خیال ہے کہ خلافت علی منہاج النبوۃ آئندہ کسی زمانہ میں قائم ہو گی۔ جیسا کہ ڈاکٹر صاحب اپنے مضمون "پاکستان کا مستقبل" (مطبوعہ نوائے وقت، ۱۶۔۷۔۹۳) میں رقمطراز ہیں: "مجھے اس کا بھی یقین حاصل ہے کہ قیامت سے قبل پورے کرہ ارض پر اللہ کے دین حق کا غلبہ اور خلافت علی منہاج النبوۃ کے نظام کا قیام لازماً واقع ہو کر رہے گا"۔ گویا ڈاکٹر صاحب امت مسلمہ کو ایسے انتظار کی تلقین کر رہے ہیں جو شاید قیامت کے قریب جا کر ختم ہو گا۔ یعنی بقول شاعر ؎

تم آئے ہو نہ شبِ انتظار گزری ہے
تلاش میں سحر بار بار گزری ہے

ڈاکٹر صاحب کے اس "انتظارِ بے کنار" پر ہمیں خود ڈاکٹر صاحب کی ایک تحریر یاد آ گئی۔ ملاحظہ ہو:

تازیانۂ عبرت

ڈاکٹر اسرار احمد اپنے مضمون "خلیج کی جنگ۔ جنگوں کی ماں (۲)"، مطبوعہ نوائے وقت مورخہ ۲۶۔۶۔۹۳ میں ایک عبرتناک تاریخی حقیقت بیان کرتے ہیں:

"دراصل یہود کی روایات اور عہد نامہ قدیم میں مذکور انبیاء کرام کی پیشگوئیوں میں ایک ایسے "مسیحا" کی خبر تواتر کیساتھ وارد ہوئی تھی جو بنی اسرائیل کو "ذلت" اور "مسکنت" سے نجات دلا کر انہیں ارض مقدس کے علاوہ اس پورے علاقے پر از سر نو غلبہ اور تمکن عطا کر دے گا جہاں تاریخ کے کسی بھی دور میں انہیں حکومت یا بالادستی حاصل رہی ہے۔ چنانچہ مکابی سلطنت کے زوال کے بعد جب بنی اسرائیل پر پہلے یونانیوں اور پھر رومیوں کی محکومی مسلط ہوئی تو وہ اپنے "مسیح موعود" کا شدت سے انتظار کرنے لگے لیکن جب وہ مسیح موعود، عیسیٰ بن مریمؑ کی صورت میں تشریف لے آئے تو یہود کی انتہائی بدبختی کہ انہوں نے بحیثیت مجموعی ان کا انکار کیا اور انہیں صرف رد ہی نہیں کیا بلکہ کافر اور مرتد ٹھہرا کر واجب القتل قرار دے دیا......... بہرحال اس کا نتیجہ یہ ہے کہ یہود کے یہاں "مسیح" کی جگہ تاحال خالی ہے اور وہ اپنے مسیحا کا اب بھی انتظار کر رہے ہیں"۔

افسوس کہ ڈاکٹر اسرار احمد خلافت کے موضوع پر بہت کچھ لکھنے، مختلف مقامات پر قرآن کریم اور احادیث نبویہ کو وضاحت سے درج کرنے اور مجددِ زمانہ کی ضرورت اور بعثت کے متعلق اپنے مضامین میں واضح اشارے اور قرائن بیان کرنے کے باوجود اس چشمۂ نور و ہدایت تک پہنچنے سے محروم رہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو ایک سو سال سے زائد عرصہ یعنی چودھویں صدی سے عطا فرما رکھا ہے اور جس کے بعد احادیث نبویہ کے عین مطابق خلافت علی منہاج نبوت کا فیض جاری و ساری ہے۔

قارئین کرام! اب ذرا ڈاکٹر صاحب کی کچھ اور تحریریں ملاحظہ فرمائیے اور اندازہ کیجئے کہ ڈاکٹر صاحب اپنے بیانات کے لحاظ سے گو حقیقت کے قریب تر پہنچ جاتے ہیں لیکن پھر عملاً اپنی شومئ قسمت سے کتنے دور کھڑے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

ڈاکٹر اسرار احمد کی قابل غور تحریریں

ڈاکٹر اسرار احمد اپنے مضمون "ملت اسلامیہ پاکستان کی خصوصی ذمہ داری"، نوائے وقت ۳۔۷۔۹۳ میں ملت اسلامیہ کی اصلاح اور بقاء کے لئے ایک عظیم پیشخبری اور خوشخبری دینے والی یہ حدیث مبارکہ بھی بیان کرتے ہیں، "اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر سو سال کے سرے پر ایسے لوگوں کو اٹھاتا رہے گا جو دین کی تجدید کرتے رہیں گے یعنی اسے تازہ کرتے رہیں گے (ابوداؤد عن ابی ہریرہؓ)"۔ پھر ڈاکٹر صاحب تجدید دین سے متعلق اسلامی تاریخ کا جائزہ لیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"اور اب اس پس منظر میں مشاہدہ فرمائیے اس عظیم حقیقت کا کہ پورے ایک ہزار برس تک مجددین کا یہ سلسلہ عالم عرب میں ہی جاری رہا۔ چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیز اور حضرت امام حسن بصری سے امام غزالی اور شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ تک پورے سات سو برس کے عرصے میں تمام مشاہیر علماء و آئمہ ہدایت اور مجددین امت عالم عرب میں پیدا ہوتے رہے۔ تا آنکہ جیسے ہی امت کی تاریخ کے الف ثانی یعنی دوسرے ہزار سالہ دور کا آغاز ہوا تجدید دین کا اصل مرکز ہندوستان بن گیا۔ چنانچہ گیارھویں صدی ہجری کے عظیم ترین مجدد شیخ احمد سرہندیؒ بھی یہیں پیدا ہوئے۔ پھر بارھویں صدی ہجری کے مجدد اعظم شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بھی یہیں پیدا ہوئے"۔ پھر تیرھویں صدی ہجری میں سید احمد بریلویؒ بھی یہیں پیدا ہوئے۔

یہ بھی ایک نشان ہے کہ ڈاکٹر صاحب چودھویں

صدی کے لئے "سولواعظم" اور "انبوہ کثیر" میں سے کسی بھی شخص کانام بطور مجدد پیش کرنے کی ہمت نہ کر سکے۔ یعنی ڈاکٹر صاحب کے ساتھ وہی معاملہ ہوا ہے ۔"تو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا"۔

ایک اور بات یہ ہے کہ تیرھویں اور چودھویں صدی ہجری کا زمانہ پانے والے معروف مذہبی مصنف نواب صدیق حسن خان نے اپنی مشہور تصنیف حجج الکرامہ میں پوری تیرہ صدیوں کے مجددین ربانی کے نام گنوائے ہیں۔ ان میں ڈاکٹر اسرار صاحب کے مذکورہ بالا مضمون میں درج شدہ اسمائے مجددین من و عن موجود ہیں اور چودھویں صدی کے مجدد کے متعلق نواب صدیق حسن خان تحریر کرتے ہیں، (ترجمہ):

"چودھویں صدی کے سر پر جس کو ابھی پورے دس سال باقی رہتے ہیں اگر مہدی اور مسیح موعود ظاہر ہو گئے تو وہی چودھویں صدی کے مجدد ہونگے"۔

(حجج الکرامہ صفحہ ۱۳۵ تا ۱۳۹)

ڈاکٹر صاحب مذکورہ مضمون (ملت اسلامیہ پاکستان کی خصوصی ذمہ داری) میں "مجدد الف ثانی" سے تجدید دین کا مرکز ہندوستان بن جانے کے متعلق بالصراحت تحریر فرماتے ہیں:

"الغرض گزشتہ پوری چار صدیوں کے دوران اگر دین کے علم و فکر ہی نہیں دعوت و جہاد کی تجدید کا مرکز بھی ہندوستان بنا رہا تو ظاہر ہے کہ مشیت ایزدی کے تحت ہوا ہے"۔

مزید بیّن اعتراف

اس نکتہ پر اپنے ایک اور تازہ مضمون "پاکستان کا مستقبل" میں پھر سے زور دیتے ہوئے ڈاکٹر اسرار صاحب رقمطراز ہیں:

"اس کی اصل اور مستحکم اساس گزشتہ چار سو سال کی تاریخ پر قائم ہے جو گواہی دیتی ہے کہ پچھلی چار صدیوں کے دوران میں تجدید دین کا سارا کام برّ عظیم پاک و ہند میں ہوا اور اس عرصہ میں تمام مجددین اعظم اسی خطے میں پیدا ہوئے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی طویل المیعاد منصوبہ اس خطہ ارضی کے ساتھ وابستہ ہے"۔ (نوائے وقت مورخہ ۹۳-۷-۱۶)

ثابت شدہ حقیقت

ان مدلل اور مستند تحریرات و اعترافات سے پوری طرح واضح ہو جاتا ہے کہ چودھویں صدی کے عظیم مصلح اور مجدد کی بعثت بھی الٰہی تقدیر اور منشا کے مطابق ہندوستان میں ہی مقدر تھی نیز اسلام میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ یعنی سچی اور حقیقی خلافت اول اور آخر ہر دو ادوار میں اذن الٰہی اور فضلِ ایزدی کے طفیل ہی قائم ہونی تھی نہ کہ کسی فرد یا گروہ کی ذاتی خواہشوں یا دنیاوی کاوشوں کے ذریعہ۔

خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے دامن کو تھام لیجئے

امت مسلمہ کی پریشان حالیوں اور محرومیوں کا اپنوں اور بیگانوں، عالموں اور ان پڑھوں، چھوٹوں اور بڑوں سب میں یکساں تذکرہ و چرچا ہے۔ کاش امت کے علمائے ظاہر خدا خوفی اور حقیقت بینی سے کام لیں اور اللہ اور رسولؐ کے فرمودات جو آخری زمانہ میں خلافت حقہ (خلافت علی منہاج النبوۃ) کے قائم ہونے کے بارہ میں صراحت سے بیان ہوئے ہیں۔ ان کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی موعود کے دعویٰ اور دلائل پر سچائی اور خلوصِ نیت سے غور کر کے احمدیت کے آسمانی اور روحانی امن و سکون بخشنے والے حصن حصین میں داخل ہو کر دینی و دنیاوی بلاؤں اور خطرات سے محفوظ ہو جائیں کیونکہ احمدیت سے باہر سب فساد ہی فساد اور اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔

ایک سو سال سے زائد عرصہ گزر رہا ہے کہ مسلمان مامور زمانہ کی آواز پر کان دھرنے سے پہلو تہی اختیار کر رہے ہیں اور مایوسی و ناکامی کے گرداب میں ہاتھ پاؤں مارنے کی بے سود کوشش میں مصروف ہیں۔ مامور زمانہ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام امت مسلمہ کو یہ عظیم الشان خوشخبری سناتے ہیں:

"اے دانشمندو! تم اس سے تعجب مت کرو کہ خدا تعالیٰ نے اس ضرورت کے وقت میں اور اس گہری تاریکی کے دنوں میں ایک آسمانی روشنی نازل کی اور ایک بندہ کو مصلحتِ عام کے لئے خاص کر کے بغرض اعلائے کلمہ اسلام و اشاعت نورِ حضرت خیر الانام اور تائید مسلمانوں کے لئے اور نیز ان کی اندرونی حالت کے صاف کرنے کے ارادہ سے دنیا میں بھیجا تعجب تو اس بات میں ہوتا ہے کہ وہ خدا جو حامی دین اسلام ہے جس نے وعدہ کیا تھا کہ میں ہمیشہ تعلیم قرآنی کا نگہبان رہوں گا اور اسے سرد اور بے رونق اور بے نور ہونے نہیں دونگا۔ وہ اس تاریکی کو دیکھ کر اور ان اندرونی اور بیرونی فسادوں پر نظر ڈال کر چپ رہتا اور اپنے اس وعدہ کو یاد نہ کرتا جس کو اپنے پاک کلام میں مؤکد طور پر بیان کر چکا تھا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ اگر تعجب کی جگہ تھی تو یہ تھی کہ اس پاک رسول کی یہ صاف اور کھلی کھلی پیشگوئی خطا جاتی جس میں فرمایا گیا تھا کہ ہر ایک صدی کے سر پر خدا تعالیٰ ایک ایسے بندہ کو پیدا کرتا رہے گا کہ جو اس کے دین کی تجدید کریگا۔ سو یہ تعجب کا مقام نہیں بلکہ ہزار در ہزار شکر کا مقام اور ایمان اور یقین کے بڑھانے کا وقت ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدہ کو پورا کیا اور اپنے رسول کی پیشگوئی میں ایک منٹ کا بھی فرق پڑنے نہیں دیا اور نہ صرف اس پیشگوئی کو پورا کر کے دکھلایا بلکہ آئندہ کے لئے بھی ہزاروں پیشگوئیوں اور خوارق کا دروازہ کھول دیا۔ اگر تم ایمان دار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدات بجالاؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباء گزر گئے اور بے شمار روحیں اس کے شوق میں ہی سفر کر گئیں وہ وقت تم نے پالیا۔ اب اس کی قدر کرنا یا نہ کرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ میں اس کو بار بار بیان کروں گا اور اس کے اظہار سے میں رک نہیں سکتا کہ میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے"۔

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۶ تا ۸)

اذکروا موتاکم بالخیر

محترم ڈاکٹر مظفر احمد ظفر صاحب مرحوم

(کلیم بن حبیب، امریکہ)

کچھ یادیں کچھ باتیں انسانی دماغ میں ایسی خفتہ رہتی ہیں کہ ذرا سی تحریک بسا اوقات ایک ارتعاش پیدا کر دیتی ہے جو احساسات و جذبات کے بحرِ بے کراں میں دائرہ وار پھیلتی ہوئی لہروں اور موجوں کا روپ دھار لیتی ہیں اور پھر کبھی مد و جذر کی مانند ساحل لوح و قلم سے آ آ کر ٹکراتی ہیں۔ کچھ تو رقم ہو کر نقوش چھوڑ جاتی ہیں اور اکثر لوٹ کر سینے میں مدغم ہو جاتی ہیں۔

ابھی کل ہی کی بات ہے کہ محترم سیفی صاحب کو تعزیت کا خط لکھا اور ڈاک خانہ سے واپس ہی ہوا تھا کہ بجلی کی مانند یہ خیال کوند گیا کہ یہ تعزیت نامہ جس قلم سے لکھا ہے وہ تحفۃً مجھے دینے والا تو ۱۵ / نومبر ۱۹۹۶ء کو ہی راہیٔ ملک عدم ہوا اور ابھی اس کا کفن بھی میلا نہیں ہوا۔ بس یہی قلم اٹھانے کا محرک ہوا۔

محترم برادر مظفر کو ۱۹۷۲ء میں پہلی بار دیکھا تو ایک ملا جلا خاکہ ابھرا۔ تن و توش نے ایک طرف متاثر کیا تو دوسری طرف وضع قطع نے متحیر بھی۔ بادی النظر میں سیاہ فام بلالی نژاد، جہر الصوت، باتوں میں تحکم و کرختگی کی جھلک، نامساعد حالات کی بھٹی سے نکلا ہوا سخت جان و سخت گیر، معرکے والا معتصم۔ مگر کان میں سونے کی بالی! کسی فقیر حواس باختہ یا مجنون کے کان میں یوں بالی دیکھی ہو تو دیکھی ہو۔ ایک باشعور مردِ جواں سال کو یوں دیکھ کر ورطۂ حیرت میں رہا۔ یہ تھا پہلا تاثر۔

اس تہذیب کے دعوے دار ملک میں آئے مجھے ابھی دو سال بھی نہ ہوئے تھے اور عوامی مزاج و تہذیب و تمدن کو سمجھنے کی ادھیڑ بن سے معلوم ہوا کہ "بالی" ڈالنا محض ایک ذوق و شوق اور فیشن ہی نہیں بلکہ بعض اوقات کسی مخصوص گروہ سے وابستگی کے اظہار کا ذریعہ بھی ہے۔ بہر حال کچھ بھی ہو میرے لئے خلش کا باعث تھا۔ موقع پاتے ہی اس کا ذکر دبے لفظوں میں اس وقت کے امیر و مبلغ انچارج محترم مولانا قریشی مقبول احمد صاحب سے کیا۔ انہوں نے میری ناواقفیت و نارسیدگی کی چھوٹ دیتے ہوئے نصائح کر ڈالیں۔ پھر بات آئی گئی ہو گئی۔ وہ یقیناً تربیت کے تمام پہلوؤں پر گہری نظر رکھتے ہوئے حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے احسن طریق سے ان کی اصلاح و تربیت کے لئے نہ جانے کب سے کوشاں ہونگے جن کے خوشکن نتائج وقتاً فوقتاً سامنے آتے رہے ہونگے۔ میرے سامنے ایک ایسا ہی نتیجہ یہ نکلا کہ اگلی دفعہ جب انہیں دیکھا تو وہ "بالی" نظر نہ آئی۔

والدین کے نو (۹) بچوں میں سے ایک یہ برادر عزیز تھے جو امریکہ کی ریاست اوہایو کے گنجان شہر ڈیٹن کے فلاکت زدہ اور زبوں حال علاقہ میں چھینا جھپٹی اور مار کوٹ، آوارہ گردی و گروہ بندی، منشیات و مغلظات کے ماحول میں پروان چڑھے جہاں اکثر جولانی خاک کر رہے تھے۔ ایسے مسموم و ناگزیر حالات نے انہیں جینے کے گر سکھائے اور وہ ایک مضبوط جسم اور بلا کی قوت ارادی لئے حد بلوغت کو پہنچے۔

ان کی والدہ محترمہ Mrs.Flossie Patton جن کی عمر اسّی سے تجاوز کر گئی ہے کا کہنا ہے کہ ان کا یہ بچہ بارہ سال کی عمر میں کبھی کبھار مسلمانوں کی عبادت گاہوں میں گھس جاتا تھا۔ زہریلے ماحول میں شاید یہ نادانستہ قدم تریاق بن کر اثر کرتا ہو جس کی وجہ سے اس سینہ زور میں جو سو دو سو میں نمایاں تھا وقت کے ساتھ ساتھ دھیما پن آتا گیا، راستی و آشتی کی راہیں کشادہ ہوتی گئیں اور توقیرِ انسان و تطہیرِ ایمان کی طرف رجحان بڑھنے لگا۔ بالآخر بے راہ روی کی گلی سے نکل کر عین عالمِ شباب میں راہ راست کی شاہراہ پر آن پہنچا اور ۱۹۵۵ء میں احمدیت قبول کر لی۔ دلدر دور ہوتے گئے، کثافتیں چھٹتی گئیں، ایمان و یقین راسخ ہوتا گیا اور پھر ایک دن آیا جب وہ اسی شہر ڈیٹن کے صدر منتخب ہوئے اور دلجمعی و لگن سے کام کو سنبھالا۔ بعد ازاں جماعت احمدیہ امریکہ کے نیشنل صدر بن گئے۔

۱۹۷۳ء میں برادر مظفر کو امریکہ کے قافلہ کا قائد بنا کر ربوہ اور قادیان کے جلسوں میں شمولیت کے لئے بھیجا گیا۔ واپسی پر ایک نئے اطوار و عادات کا انسان ہم نے دیکھا۔ چال ڈھال و بول چال میں دھیما پن، تحمل و بردباری، عاجزی و انکساری، خلافت احمدیہ پہ جاں نثاری۔ ہر ہر قول و فعل سے اخلاص و فدائیت پھوٹتی رہی۔

پھر ۱۹۸۳ء میں محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب نے "مؤاخات" کا سلسلہ شروع کیا۔ قسمت کا دھنی دیکھئے برادر مظفر کو صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کا بھائی بنایا گیا۔ اور پھر مقدر کا سکندر انہی کا نائب بنا جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے ۱۹۸۹ء میں صاحبزادہ صاحب کو امریکہ کا امیر مقرر کیا۔ خوب خوب نبھائی دونوں نے۔

برادر مظفر سے یوں تو اکثر ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں مگر ایک خاص لگاؤ اور قرب کی وجہ ہماری مشترکہ ہابی (Hobby) فن خطاطی بنی۔ ہوا یوں کہ صد سالہ جوبلی نمائش کا انچارج ہونے کی حیثیت سے مجھے مختلف امور و اشیاء کے لئے بیرون و اندرون ملک خطوط لکھنے پڑے۔ ایک عریضہ ان کی خدمت میں بھی پہنچا۔ جواب میں ان کی تصویر کے ساتھ جو مکتوب ملا وہ خطاطی کا عمدہ نمونہ تھا۔ میں تعریف کرنے میں بھلا کنجوسی کیوں کرتا انہیں لکھ دیا کہ آپ کا قدردان ہوں کیونکہ مجھے بھی اس فن کی نوک پلک سنوارنے کی تمیز و سلیقہ ہے۔ پھر کیا تھا جب جلسہ پر آئے تو پیار و محبت سے بغلگیر ہونے کے بعد ایک تحفہ میرے ہاتھ میں تھما دیا۔ کیلی گرافی کا فونٹین پین اور مختلف طرز سے لکھنے کی نبوں کا سیٹ۔ اس کے بعد آتے جاتے ہم ایک دوسرے کو کچھ نہ کچھ دیتے لیتے رہے۔ آج ایک سال بعد انہی کے تحفہ سے انہی کی داستان رقم کرتے ہوئے قلم رک سا گیا۔ کیسے بے نام و نشان احقر العباد کو فیضانِ خداوندی نے بلند اختر زبدۃ الابرار بنا کر اٹھا لیا۔ صاحب دوران نے صحیح تو فرمایا: "جس کی فطرت نیک ہے آئے گا وہ انجام کار"۔

(بشکریہ روزنامہ الفضل، ۱۲/ فروری ۱۹۹۸)

سورۃ الطلاق میں
تقویٰ کے ماتحت قدم اٹھانے والے کے لئے

پانچ الٰہی وعدے

(از قلم: مولانا عبداللطیف صاحب بہاولپوری۔ مرحوم)

سورۂ طلاق میں تقویٰ کے پیش نظر طلاق کا قدم اٹھانے والے کے لئے پانچ الٰہی وعدے بیان ہوئے ہیں۔

پہلا وعدہ: مَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا۔ یعنی جس مخمصہ سے خلاصی پانے کے لئے مرد نے بیوی کو نکالا۔ اللہ تعالیٰ متقی کو اس مخمصہ سے ضرور نکال دے گا۔ اگر تقویٰ مد نظر نہیں ہوگا تو اس مخمصہ سے خلاصی کا وعدہ نہیں۔ ممکن ہے طلاق کے بعد مرد اور بھی زیادہ مصائب میں مبتلا ہو جائے۔

دوسرا وعدہ: وَیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ۔ اللہ تعالیٰ نے مرد کے سکون قلب کا ایک ذریعہ عورت کو بھی قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا لِتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّ رَحْمَۃً (سورۃ الروم) پس طلاق دینے والے مرد نے جس اطمینان اور سکون قلبی کے مفقود ہونے کے باعث طلاق دی ہے اللہ تعالیٰ اس کی تسکین قلبی کے لئے دوسرے ایسے غیبی سامان پیدا کر دے گا جن کا اسے خیال تک نہیں ہوگا۔

تیسرا وعدہ: وَیَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ اَمْرِہٖ یُسْرًا۔ گھر سنبھالنے اور خانگی نظام چلانے کے لئے عورتیں ہی معاشرۂ اہلی کی بنیادی ستون ہوتی ہیں۔ جنتی نظام عورت اور مرد کے اجتماع و ائتلاف سے قائم ہوتا ہے جس کی طرف آیت یٰٓاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُکَ الْجَنَّۃَ اشارہ کر رہی ہے۔ طلاق دینے کے بعد یہ جنتی نظام بگڑ جاتا ہے اور خانگی معاملات پرسکون نہیں رہتے۔ گھر اُجڑ جاتا ہے۔ انسان سخت مصائب و مشکلات میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ مگر تقویٰ کے ماتحت قدم اٹھانے والوں کے لئے الٰہی وعدہ ہے کہ اس کی مشکلیں آسان کر دی جائیں گی۔

چوتھا وعدہ: یُکَفِّرْ عَنْہُ سَیِّاٰتِہٖ۔ طلاق دینا کوئی اچھی چیز نہیں۔ طلاق خدا تعالیٰ کو ناپسندیدہ ہے۔ شریعت نے اسے بحالت اضطرار و ضرورت اگرچہ مباح قرار دیا ہے مگر فی نفسہٖ یہ ایک قسم کی سیئہ اور کوتاہی ہے۔ الطلاق ابغض المباحات۔ ارشاد نبوی ہے۔ جو مرد اپنی خامی کے باعث رفیقہ حیات کو اپنے ساتھ نہیں ملا سکا گویا وہ اپنی قابلیت قوّامون علی النساء کی خامی کا اپنے اس فعل سے اعتراف کر رہا ہے۔ اس کی قابلیت کا معیار تو یہ تھا کہ خیرکم خیرکم لاھلہ۔ مگر جب وہ اس مقام پر فائز نہ رہ سکا اور بامر مجبوری طلاق دے کر اپنی جان چھڑانی چاہی۔ اگر تقویٰ کے ماتحت اس نے یہ قدم اٹھایا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی خامی اور کوتاہی کا مداوا فرما دے گا۔

نکتہ: یُکَفِّرْ عَنْہُ سَیِّئَۃً نہیں فرمایا یعنی صرف طلاق کی سیئہ کے کفارہ کا ذکر نہیں بلکہ سیئاتہ فرمایا۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ عورت و مرد جو ایک دوسرے کے عیوب و نقائص ڈھانپنے کے لئے گویا لباس تھے۔ ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ مگر اب طلاق کے بعد یہ ستر پوشی قائم نہیں رہ سکتی۔ بلکہ بہت سے عیوب مرد اور عورت کے پردۂ اخفاء سے باہر آجاتے ہیں جس سے شریف انسان کی نہایت سبکی ہوتی ہے۔ لیکن تقویٰ کے ماتحت قدم اٹھانے والے کے لئے اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا فرما دیتا ہے کہ ان عیوب و نقائص کی اشاعت کے منافذ بند ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی ستاری کی چادر میں اسے لے آتا ہے۔ متقی کے تقویٰ کی خوشبو اس کی سیئات کی بدبو پر غالب آجاتی ہے اور اس کی معطر ہوا اس بدبو کو اڑا کر کہیں دور لے جاتی ہے۔

پانچواں وعدہ: وَیُعْظِمْ لَہٗ اَجْرًا۔ تقویٰ کے ماتحت قدم اٹھانے والے کے لئے اس چوتھے وعدے پر ہی اکتفا نہیں کی جاتی بلکہ اس کے لئے پانچواں وعدہ بھی ہے کہ چونکہ اس نے اصلاح معاشرہ کے لئے تقویٰ کے ماتحت ایک ایسا قدم اٹھایا ہے جس سے اسلامی معاشرہ کو اخلاقی نقائص کی مسموم ہوا سے بچانا مقصود ہے اس لئے اس مجاہدانہ اقدام پر وہ ایک بہت بڑے اجر کا بھی مستحق ہے۔ اگر وہ یہ قدم نہ اٹھاتا تو خطرہ تھا کہ اس سے کئی ایک خرابیاں اور بدیاں اسلامی خاندانوں میں پیدا ہو جاتیں اور پھر یہ وبا پھیل کر اسلامی معاشرہ کو مسموم بنا دیتی۔

واضح ہو کہ اسلام میں نکاح ایمان و اخلاق کی تکمیل کیلئے ہوتا ہے مگر جب عورت ان مقاصد دینی میں حارج ہونے لگے یا اخلاقی معیار پر پوری نہ اتر سکے مثلاً فاحشہ ہو تو ایمانی غیرت کا تقاضا ہے کہ مرد اسے طلاق دے دے تا اس گھرانے کو اس کی سمیّت سے محفوظ کر لیا جاوے.......

آج مغربی ممالک کی فضا ان بدیوں اور بے حیائیوں سے اس قدر مسموم ہو چکی ہے کہ ان ممالک کے اکثروں کے دلوں سے بدی کا احساس تک بھی مٹ چکا ہے۔ اگر ابتداء میں اس کا تدارک بروقت کیا جاتا اور طلاق کو مورد اعتراض نہ بنایا جاتا تو اس وقت اصلاح ممکن تھی۔ جب قوموں میں اس قسم کی بدیاں اپنی انتہا کو پہنچ جاتی ہیں تب اللہ تعالیٰ کا قہری ہاتھ محاسبہ کے لئے انکی طرف بڑھ کر عذاب شدید میں انہیں مبتلا کر دیتا ہے۔ چنانچہ اس انذاری وعید کا آگے آیت نمبر ۹ اور ۱۰ میں یوں ذکر فرمایا گیا: کَاَیِّنْ مِّنْ قَرْیَۃٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّھَا وَ رُسُلِہٖ فَحَاسَبْنٰھَا حِسَابًا شَدِیْدًا وَّعَذَّبْنٰھَا عَذَابًا نُّکْرًا۔ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِھَا وَکَانَ عَاقِبَۃُ اَمْرِھَا خُسْرًا

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے: اور بہت سی بستیاں ہیں جنہوں نے اپنے رب کے حکم کا اور رسولوں کا انکار کیا۔ اس پر ہم نے ان سے بڑی سختی سے حساب لیا اور ان پر بڑا عذاب نازل کیا اور انہوں نے اپنے کئے کی سزا بھگت لی اور ان کا انجام گھاٹا ہی نکلا۔

☆☆☆

❋

معجزہ تھا یا کرامات کی رات
رات اور اُن سے ملاقات کی رات

آنسوؤں کی جھڑی، برکھا کا سماں
ہجر کی شب بھری برسات کی رات

صبح بھی تیرگیٔ شب میں گھری
ہائے یہ تلخیٔ حالات کی رات

کربلا میں شبِ عاشور کا شور
ماتمِ عزتِ سادات کی رات

میرے دل! وقت بھی رُک جائے گا کیا
کوئی رُک جائے اگر رات کی رات

کہہ رہا تھا یہ کوئی واقفِ راز
موت ہے ترکِ حجابات کی رات

کیا تھی وہ طاقتِ پروازِ بشر
کیا تھی وہ سیرِ سمٰوات کی رات

ہوگی تجدیدِ وفا سے بھی کبھی
آشنا ترکِ موالات کی رات

صلح کی رات تو آئی تھی ضرور
تھی مگر وہ بھی شکایات کی رات

رہ گئی حسرتِ ناکردہ گناہ
آ گئی روزِ مکافات کی رات

(عبدالمنان ناہید)

بقیہ: اختتامی خطاب اجتماع انصاراللہ جرمنی

خاص طور پر یہ ہدایت فرمائی کہ اسلام کی طرف بلانے کی بجائے اللہ کی طرف بلائیں کیونکہ اسلام کے خلاف اس قدر زہریلا پروپیگنڈا کیا گیا ہے کہ ہمارے لئے اس سارے پروپیگنڈے کی نفی کرنا ممکن ہی نہیں۔ اس لئے اسلام کا نام لئے بغیر اللہ کی طرف بلائیں کیونکہ اللہ کی طرف بلانے سے کوئی بھی آنے سے انکار نہیں کرے گا اور پھر اسلام کی حقیقی اور حسین تعلیم پیش کی جائے۔ حضور نے فرمایا اگر طریق احسن ہو اور نمونہ اچھا ہو تو دہریہ بھی ہو تو آپ کی بات سنے گا۔

حضور انور نے مجلس انصاراللہ کی عاملہ کے سپرد یہ کام کرتے ہوئے فرمایا کہ محض سیکرٹری تبلیغ پر ہی انحصار نہ کریں بلکہ ساری عاملہ مل کر اس کام کو سر انجام دے اور صرف جرمن احمدیوں کے سپرد یہ کام نہ کریں کیونکہ اس سے جرمنوں اور آپ کے درمیان ایک تفریق پیدا ہو جائے گی۔ اس کام کے لئے وحدت ضروری ہے۔

حضور نے فرمایا کہ من انصاری الی اللہ۔ کون ہے جو اللہ کی طرف بلانے میں میرا مددگار ہے۔ یہ دعویٰ ہے جو مسیح موسوی نے کیا اور یہی دعویٰ ہے جو مسیح محمدی نے کیا ہے اور اسی کے تتبع میں میں آپ کو اس طرف بلاتا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ جرمن قوم آپ کی مہمان نواز ہے اس لئے اس قوم میں تبلیغ کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ اس بارہ میں حضور نے انصاراللہ سے عہد لیا اور استفسار فرمایا کہ کیا انصاراللہ کی مجلس عاملہ یہ عہد کرتی ہے؟ اس پر صدر مجلس انصاراللہ جرمنی نے کھڑے ہو کر اور ان کے ساتھ عاملہ کے ممبران کے علاوہ پنڈال میں موجود تمام احباب نے حضور انور کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے عہد کیا۔ حضور نے فرمایا کہ آئندہ جب میں آؤں تو نمایاں تبدیلی نظر آنی چاہئے۔

اس مختصر خطاب میں جو قریباً نصف گھنٹہ تک جاری رہا حضور نے فرمایا کہ زیادہ لمبی تقاریر کی ضرورت نہیں۔ مختصر بات جو دل کی گہرائیوں سے نکلے اور اس سے مقصد پورا ہو جائے وہی بہتر ہوتی ہے۔ آخر میں حضور نے فرمایا میرے ساتھ دعا میں شامل ہو جائیں کہ ہم نے آج جو تجدید عہد کی ہے اللہ ہمیں اس کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اجتماعی دعا کے بعد حضور انور نے اجتماع کے سلسلہ میں مختلف خدمات بجالانے والے کارکنان کے لئے دعا کی خصوصی تحریک فرمائی۔ اور دین و دنیا کی برکات عطا ہونے اور ان کی مرادوں کے پورا ہونے اور بیماروں کی شفا کی صورت میں برکات جاری ہونے سے متعلق ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔ تمام حاضرین ساتھ ساتھ آمین کہتے رہے۔ اللہ ہمیں ہمارے پیارے امام کی مقبول دعاؤں کا حقیقی مستحق بنائے۔ آمین۔

(خلاصہ تیار کردہ: صادق محمد طاہر، جرمنی)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں- اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں- اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں :

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کے بارے میں آپ اپنے تاثرات اب e-mail یا فیکس کے ذریعے بھی ارسال کرسکتے ہیں :

mahmud@btinternet.com
FAX: 0181-875 0249

ماہنامہ "انصاراللہ" ربوہ کا براہین احمدیہ نمبر

ماہنامہ "انصاراللہ" ربوہ کا دسمبر ۹۷ء کا شمارہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پرمعارف کتاب "براہین احمدیہ" کے حوالے سے خصوصی اشاعت کے طور پر شائع کیا گیا ہے- حضرت مسیح موعودؑ "براہین احمدیہ" حصہ دوم میں فرماتے ہیں "حقیقت میں یہ کتاب قرآن شریف کے دقائق و حقائق اور اس کے اسرار عالیہ اور اس کے علوم حکمیہ اور اس کے اعلیٰ فلسفہ کو ظاہر کرنے کے لئے ایک عالی بیان تفسیر ہے کہ جس کے مطالعہ سے ہر ایک طالب صادق پر اپنے مولیٰ کریم کی بے مثل و مانند کتاب کا عالی مرتبہ مثل آفتاب عالمتاب کے روشن ہوگا-"

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ اپنی تصنیف "حقیقۃالرؤیا" میں فرماتے ہیں "براہین احمدیہ کو میں کئی مہینوں میں ختم کرسکا تھا- میں بڑا پڑھنے والا ہوں کئی کئی سو صفحات لگاتار پڑھ جاتا ہوں مگر براہین احمدیہ کو پڑھتے ہوئے اس وجہ سے اتنی دیر لگی کہ کچھ سطریں پڑھتا تو اس قدر مطالب اور نکتے ذہن میں آنے شروع ہو جاتے کہ آگے نہ پڑھ سکتا اور وہیں کتاب رکھ کر لطف اٹھانے لگ جاتا"-

ماہنامہ "انصاراللہ" کی خصوصی اشاعت میں کئی تحقیقی مضامین شامل اشاعت ہیں جو "براہین احمدیہ" کے کئی پہلوؤں کا عمدہ طور پر احاطہ کرتے ہیں- نیز براہین احمدیہ کے بحر معرفت میں سے چند موتی بھی اِس رسالہ میں شامل اشاعت ہیں-

براہین احمدیہ کی اشاعت سے جو وسیع اثرات مرتب ہوئے ان پر بھی ایک اجمالی نظر ڈالی گئی ہے- اس سے جہاں مسلمانوں کے تن مردہ میں جان ڈالی گئی وہاں دیگر مذاہب کے نام نہاد دانشوروں کو اِس نے حواس باختہ کردیا اور اِس کے ذریعے جدید علم کلام کی بنیاد ڈالی گئی جس نے مذہبی دنیا میں فوقیت حاصل کی- تحریک احمدیت کے ناقد سید ابوالحسن علی ندوی نے اِس کتاب کا تعارف یوں کروایا ہے "کتاب کا مرکزی مضمون اور جوہر یہ ہے کہ الہام کا سلسلہ نہ منقطع ہوا ہے نہ اس کو منقطع ہونا چاہئے- یہی الہام دعویٰ کی صحت اور مذہب و عقیدے کی صداقت کی سب سے زیادہ طاقتور دلیل ہے- جو شخص رسول اللہ ﷺ کا اتباع کامل کرے گا اس کو علم ظاہر اور علم باطن سے سرفراز کیا جائے گا"-

براہین احمدیہ کا ایک بہت گہرا اور دیرپا اثر اُن فدائیوں کی شکل میں ظاہر ہوا جو کتاب دیکھ کر اِس کے مصنف کے عاشق ہوگئے- اُن عشاق میں سے چند ایک کا ذکر مکرم عبدالسمیع خان صاحب اپنے مضمون میں کرتے ہیں- مثلاً حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحبؓ جب جموں میں تھے تو ضلع گورداسپور کے ایک باشندہ نے آپ کو بتایا کہ قادیان میں ایک شخص مرزا غلام احمد صاحبؑ نے اسلام کی حمایت میں رسالے لکھے ہیں- چنانچہ آپؓ نے خط لکھ کر کتب منگوائیں اور اسی دوران جب آپؓ نے حضرت اقدسؑ کا ایک اشتہار دیکھا جو حضورؑ نے اپنے دعویٰ ماموریت کے بعد نشان نمائی کی عالمگیر دعوت کے لئے تمام مذہبی عمائدین اور مفکرین کو بھجوایا تھا تو آپؓ جموں سے قادیان پہنچے اور خدا کے اس برگزیدہ کو پہچان لیا-

حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ لدھیانوی نے جب پہلی مرتبہ براہین احمدیہ پڑھی تو وہ اپنی دوربین نگاہ سے حضورؑ کے مقام اور عالی مرتبہ کو فوراً بھانپ گئے اور ہزار جان سے فریفتہ ہوکر پکار اٹھے

ہم مریضوں کی ہے تمہیں پہ نگاہ
تم مسیحا بنو خدا کے لئے

آپؓ نے ایک مفصل ریویو شائع کیا جس میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے بارے میں یہ بھی لکھا کہ آپ "اس چودھویں صدی کے مجدد اور مجتہد اور محدث اور کامل مکمل افرادامت میں سے ہیں"-

حضرت مولوی عبداللہ سنوری صاحب کے ماموں نے آپؓ کو بتایا کہ قادیان میں ایک بزرگ نے دس ہزار روپیہ پر مشتمل انعام مقرر کرکے کتاب لکھنی شروع کی ہے، معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص بڑا کامل ہے، اس کی زیارت کے لئے چلا جا- حضرت مولوی صاحبؓ کو یہ سُن کر ایسا ولولہ اٹھا کہ اسی جگہ سے قادیان روانہ ہوگئے اور بٹالہ سے پیدل چل کر قادیان پہنچے اور بیت الفکر کے دروازے پر دستک دی- حضورؑ باہر تشریف لائے اور آپؓ کا بیان ہے کہ "اس وقت تک میں نے براہین احمدیہ یا اس کا اشتہار خود نہیں دیکھا، یہاں آکر بھی کوئی دلائل حضور علیہ السلام یا کسی اور سے نہیں سنے بلکہ میری ہدایت کا موجب صرف حضورؑ کا چہرہ مبارک ہی ہوا"-

کپورتھلہ کی ابتدائی جماعت بھی براہین احمدیہ نے ہی تیار کی- حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب اپنے والد حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کپورتھلوی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ "حضرت مسیح موعودؑ نے اس کا ایک نسخہ حاجی ولی اللہ صاحب کو بھیجا جو کہ کپورتھلہ میں مہتمم بندوبست تھے...... والد صاحب فرماتے ہیں کہ ہم اس کتاب کو پڑھا کرتے اور اس کی فصاحت و بلاغت پر عش عش کر اٹھتے کہ یہ شخص بے بدل لکھنے والا ہے اور براہین احمدیہ پڑھتے پڑھتے والد صاحب کو حضرت صاحب سے محبت ہوگئی...... منشی اروڑا صاحب اور محمد خان صاحب نے بھی کتاب کا مطالعہ کیا اور انہیں بھی محبت پیدا ہوئی-"

حضرت حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ براہین احمدیہ پڑھنے سے آپؓ کے دل میں حضرت صاحب کی محبت کا جوش پیدا ہوا اور آپ نے قادیان جاکر بیعت کا شرف حاصل کیا-

حضرت صوفی نبی بخش صاحبؓ کا بیان ہے کہ براہین احمدیہ کے بار بار کے مطالعہ سے میرے دل میں امنگ پیدا ہوئی کہ میں خود قادیان جاکر حضرت صاحب سے ملاقات کروں...... اس نیت سے اکتوبر ۱۸۸۶ء کو پہلی دفعہ حاضر ہوئے اور پھر ۲۷ر دسمبر ۱۸۹۱ء کو جماعت کے پہلے جلسہ سالانہ کے موقع پر بیعت کی سعادت حاصل کرلی-

اسی طرح حضرت شیخ نور احمد صاحبؓ، حضرت میاں چراغ دین صاحبؓ، حضرت شیخ کریم بخش صاحبؓ، حضرت منشی عبدالرحمٰن صاحبؓ اور حضرت منشی فیاض علی صاحبؓ ایسے بزرگان ہیں جو براہین احمدیہ کے مطالعہ کے ساتھ ہی قبول حق کی سعادت پاگئے اور ان میں سے اکثر کے ذریعے بڑی بڑی جماعتیں قائم ہوئیں- الغرض جیسا کہ خدا کی طرف سے خبر دی گئی تھی اس کتاب کے ہر پہلو سے ایسے خوشکن اثرات ظاہر ہوئے جو باعث تسکین قلب و روح ہیں-

بے شمار دیگر احباب کے علاوہ خواجہ کمال الدین صاحب بھی اُن لوگوں میں سے ہیں جو زمانہ طالبعلمی میں اسلام سے متنفر ہوکر عیسائیت قبول کرنے کا عزم کرچکے تھے کہ 'براہین احمدیہ' ہاتھ لگ گئی جس کے مطالعہ نے آپ کی زندگی میں انقلاب برپا کردیا اور آپ بیعت کرکے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوگئے-

-......☆......☆......☆......-

بچوں کے دانت

ابتدائی عمر میں دانتوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ آج کل نصف سے زائد بچوں کے دانت خراب ہوتے ہیں جس کی بڑی وجہ والدین کی لاپرواہی ہے- جب بچہ چند ماہ کا ہی ہو تو اسے وٹامن سی اور ڈی دینی چاہئیں کیونکہ اس میں فاسفورس اور کیلشیم ہوتا ہے جو دانت بنانے میں سیمنٹ کا کام دیتے ہیں- بچہ جب برش کرنے کے قابل ہو جائے تو اسے صحیح طریقہ سکھانا چاہئے- برش نرم ہو جسے ایک ماہ سے زیادہ استعمال نہ کیا جائے- جب دانتوں کو ایک دفعہ کیڑا لگ جائے تو اسے نکالنا بڑا مشکل ہوتا ہے اس لئے صرف صبح و شام کی صفائی ہی کافی نہیں بلکہ کھانا کھانے کے بعد اور خاص طور پر میٹھی چیز کھاکر دانت ضرور صاف کرنے چاہئیں-

بچوں کے دانتوں کے متعلق مفید معلومات مکرمہ فرزانہ بخاری صاحبہ کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۴ر جنوری میں ماہنامہ "مصباح" کی ایک پرانی اشاعت سے منقول ہیں-

-......☆......☆......☆......-

محترم عبدالرحمٰن خادم صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۱ر جنوری ۹۸ء میں محترم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب کا ایک مختصر مضمون ماہنامہ "الفرقان" ربوہ کی ایک پرانی اشاعت (عبدالرحمٰن خادم نمبر) سے منقول ہے- آپ بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۲۹ء میں جب میں انگلستان سے مزید تعلیم حاصل کرکے واپس لوٹا تو حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوا جو اُن دنوں لاہور میں قیام فرما تھے- میں نے عرض کی کہ "کاش! کالجوں میں پڑھنے والے نوجوان بھی سلسلہ کے علوم میں ایسے طاق ہوں جیسے کوئی بڑے سے بڑا مربی"- میرے فقرے میں بے اطمینانی تھی، حضورؓ نے سنتے ہی مجلس میں ایک نوجوان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا "کیا آپ انہیں نہیں جانتے؟"...... گورنمنٹ کالج کا سرخ بلیزر پہنے، چھوٹی چھوٹی داڑھی، بڑی بڑی آنکھوں والا یہ نوجوان ہمارا عبدالرحمٰن خادم تھا جو گفتگو کے لحاظ سے بڑا ذکی اور ذہین، ایک عجیب خود اعتمادی اور عزم لئے ہوئے تھا- اُن کو دیکھنے سے میرا حوصلہ بڑھ گیا اور پھر لاہور میں کئی سال تک ان کی تقریروں اور تحریروں کے غلغلے ہوتے رہے، ہر روز نیا محاذ، نئی فتح- انہی دنوں ایک مشہور مناظر کو خادم صاحب نے (طالبعلمی کے زمانے میں ہی) للکارا- اور ایسا ساکت کیا کہ مخالفین بھی تسلیم کرنے لگے-

پھر میں نے خادم صاحب کو کئی جگہ دیکھا، بحیثیت مناظر، بحیثیت رونق مجلس اور لیکچرار- اُن کی قلمی مساعی میں لاہور کے احمدی نوجوانوں کی ایک انجمن کا ذکر بھی آتا ہے جس کا نام احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ تھا- اس کے ممبران آپس میں بھی چندہ جمع کرتے اور دیگر افراد سے بھی تعاون حاصل کرتے اور پمفلٹ شائع کرتے تھے- ایک خاص موقع پر حضرت مصلح موعودؓ نے بھی ایک پمفلٹ رقم فرمایا اور اِسی فیلوشپ کو اشاعت کیلئے دیا-

-......☆......☆......☆......-

اعزاز

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۷ر جنوری کی ایک خبر کے مطابق مکرمہ اثماریہ اکرم صاحبہ نے ایم-اے لائبریری سائنس کے امتحان میں پنجاب یونیورسٹی میں اول پوزیشن حاصل کی ہے-

-......☆......☆......☆......-

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

29/05/98 - 04/06/98

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced After Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone or Fax +44 181 874 8344

Friday 29th May 1998
1 Safar

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.40 Children's Corner: Let's Learn Salat with Imam Sahib Lesson No. 8
01.10 Liqa Ma'al Arab Session No. 238
02.10 Quiz Programme: 'History of Ahmadiyyat' Part No. 42
02.50 Durre Sameen
03.10 Urdu Class - Lesson 209 (R)
04.15 Learning Dutch Lesson No. 15, Part 1
04.50 Homoeopathy Class - No.130 (R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.40 Children's Corner : Let's Learn Salat, Lesson No.8
07.10 Pushto Item: 'Ahmadiyyat ka Paigham'
08.10 From the Archives: Speech by Abul Ata Sahib. Jalsa Salana Rabwah, 1968
09.05 Liqa Ma'al Arab (R) Session No. 238 Rec. 23/12/96
10.05 Urdu Class - Lesson No. 209 (R)
11.10 Computers for Everyone, Part 61
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.40 Nazms
13.00 Friday Sermon by Huzoor. Live from Fazl Mosque, London
14.05 Bengali Service.
14.35 Rencontre Avec Les Francophones Rec. 25.05.98
15.40 Liqa Ma'al Arab (New)
16.50 Friday Sermon by Huzoor (R)
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.25 Urdu Class (New) Rec. 27/05/98
19.30 German Service
20.30 Children's Corner with Huzoor Class No. 83, Part 2
21.00 Medical Matters: 'Pains'
21.15 Friday Sermon (R)
23.00 Rencontre Avec Les Francophones Rec. 25/05/98

Saturday 30th May 1998
2 Safar

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30 Children's Class with Huzoor Class No. 83, Part 2 Rec.22/02/96
01.00 Liqa Ma'al Arab - Rec.26/05/98
02.15 Friday Sermon (R)
03.20 Urdu Class (New) Rec.27/05/98
04.30 Computers For Everyone Pt.61
05.00 Rencontre Avec Les Francophones Mulaqat of French speaking guests with Huzoor. Rec.25/05/98
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.55 Children's Corner: with Huzoor Class 83, Part 2 Rec.22/02/96
07.25 Saraiky Programme Friday Sermon of 17/10/97 by Huzoor. With Saraiky Translation.
08.25 Medical Matters: 'Pains'
08.55 Liqa Ma'al Arab Rec. 26/05/98
10.00 Urdu Class (New) Rec.27/05/98
11.10 Documentary: 'Photography', Part 2.
12.00 Tilawat, News
12.30 Learning Swedish - Lesson 18
12.55 Indonesian Hour: Tilawat, Dars Hadith, More
13.55 Bengali Programme: A brief Introduction to the Ahmadiyyat Jamaat, More.........
15.00 Children's Mulaqat with Huzoor Rec 30/05/98
16.05 Liqa Ma'al Arab (New) Rec.27/05/98
17.10 Arabic Items
17.45 Documentary: A look around The London Aquarium.
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat.
18.30 Urdu Class (New) Rec. 29/05/98
19.35 German Service
20.35 Children's Corner: Quiz 'Quran E Karim', Part 9
20.55 Q/A Session with Huzoor Rec. 27/05/95 Organised by Majlis Ansarullah (Part 1)
22.30 Children's Class with Huzoor Rec. 30/05/98 (R)
23.35 Learning Swedish, Lesson No. 18

Sunday 31st May 1998
3 Safar

00.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
00.50 Children's Corner: Quiz 'Quran E Karim, Part 9.
01.10 Liqa Ma'al Arab Rec. 27/05/98
02.15 Canadian Horizons-A talk with Maulana J. Ahmad Sahib, Part 2
03.00 Urdu Class (New) Rec. 29/05/98
04.05 Learning Swedish - Lesson 18
04.25 M.T.A. Variety. Speech
04.50 Children's Class with Huzoor Rec. 30/05/98 (R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News.
06.35 Children's Corner: Quiz Quran-E-Karim (R)
06.55 Friday Sermon by Huzoor Rec. 29/05/98
08.05 Q/A Session with Huzoor Rec. 27/05/95, Part 1
09.40 Liqa Ma'al Arab. Rec. 27/05/98
10.55 Urdu Class (New) Rec. 29/05/98
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning Chinese, Lesson No. 82
13.05 Indonesian Hour: F/S 01/08/97
14.10 Bengali Service: Duties of Ansarullah, More.......
15.10 English Mulaqat with Huzoor Rec. 31/05/98
16.15 Liqa Ma'al Arab, Rec. 28/05/98
17.20 African Programmes
18.05 Tilawat, Seerat un Nabi
18.30 Urdu Class, Rec. 30/05/98
19.35 German Service
20.35 Children's Corner - Children's Workshop, No. 1
21.10 Dars-Ul-Quran. No.18(1997) With Huzoor. Rec. 30/01/97
22.40 Learning Chinese, Lesson No. 82
23.10 M.T.A. Variety, Speech

Monday 1st June 1998
4 Safar

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.50 Children's Corner: Children's Workshop, No. 1
01.15 Liqa Ma'al Arab Rec. 28/05/98
02.45 M.T.A U.S.A Q/A With Huzoor Final Part, Rec. 12/10/94
03.15 Urdu Class(New), Rec. 30/05/98
04.20 Learning Chinese, Lesson No.82
04.50 English Mulaqat with Huzoor Rec. 31/05/98
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.50 Children's Corner: Workshop, No. 1
07.15 Dars-ul-Quran (No. 18) 1997 By Huzoor. Rec. 30/01/97
08.45 Documentary: Malaria by WHO
09.05 Liqa Ma'al Arab, Rec. 28/05/98
10.10 Urdu Class (New) Rec. 30/05/98
11.15 Sports: Khuddam-ul-Ahmadiyya Pakistan, 1997.
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning Norwegian - Lesson 58
13.05 Indonesian Hour
14.05 Bengali Programme: Interfaith Harmony Meeting, 1998.
15.05 Homoeopathy Class - Lesson 131
16.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.239
17.25 Turkish Programme: 'Women in Islam'
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.20 Urdu Class: No.210 Rec.28/09/96
19.25 German Service
20.25 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor, Class 85, Part 1
20.55 Rohani Khazaine: 'Noor ul Quran', Part 2
21.45 Quiz: 'Muslim Hindustan Mein'
22.25 Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 131 (R)
23.20 Learning Norwegian. Lesson No. 58

Tuesday 2nd June 1998
5 Safar

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.50 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor, Class 85 part 1 Rec. 15/03/96 (R)
01.20 Liqa Ma'al Arab Session No. 239 Rec. 24/12/96
02.20 Sports: 1997, By Khuddam-ul Ahmadiyyat, Pakistan.
03.00 Urdu Class: (R) No.210 Rec.28/09/96
04.05 Learning Norwegian - No. 58
04.35 A Short Documentary
04.45 Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson No. 131 (R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.50 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor, Class 85, Part 1
07.20 Pushto Programme - Friday Sermon of Huzoor, Rec.01/11/96
08.20 Roohani Khazaine: 'Noor ul Quran', Part 2
09.15 Liqaa Ma'al Arab - No. 239 Rec. 24/12/96 (R)
10.15 Urdu Class - (R) Lesson No. 210
11.20 Medical Matters Topic: Safaid Motia
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning French, Lesson No. 5
13.05 Indonesian Hour: Friday Sermon of 08/08/97 by Huzoor
14.05 Bengali Service: Address by Amir Sahib, Quiz by Nasirat
15.05 Tarjumatul Quran Class with Huzoor (New) Rec. 02/06/98
16.15 Liqa Ma'al Arab (R) - No. 240 Rec. 25/12/96
17.15 Norwegian Programme: Contemporary Issues Book No13
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.30 Urdu Class - Lesson No. 211
19.35 German Service
20.35 Children's Corner : With Imam Sahib, Let's Learn Salat No.8
21.05 M.T.A. Variety: The life of Hadhrat Saad bin Ma'az (R.A.) Speech by Hafiz Muzaffar Sahib
21.45 Around The Globe - Hamari Kaenat No.126
22.10 Tarjumatul Quran Class with Huzoor.(New) Rec. 02/06/98
23.15 Hikayaat E Shereen
23.30 Learning French Lesson No.5

Wednesday 3rd June 1998
6 Safar

00.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
00.45 Children's Corner : Let's Learn Salat, Lesson No.8
01.15 Liqa Ma'al Arab, No.240 Rec. 25/12/96
02.15 Medical Matters (R) Topic: Safaid Motia
02.50 Urdu Class No. 211 (R)
04.00 Learning French Lesson No. 5
04.30 Hikayat - E - Shereen.
04.40 Tarjumatul Quran Class (New) Rec. 02/06/98
06.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.45 Children's Corner: Let's Learn Salat No. 8
07.15 Swahili Programme: Guests: Maulana Bashir Akhtar Sahib and Jamil Rehman Sahib, Part 2
08.00 Around The Globe -Hamari Kaenat No.126
08.30 M.T.A Variety: Speech by Hafiz Muzaffar Sahib about Saad bin Ma'az Sahib (R.A.)
09.05 Liqa Ma'al Arab, No.240 Rec. 25/12/96
10.05 Urdu Class, No. 211
11.10 Roshini Ka Safar
12.05 Tilawat, News
12.35 Turkish Programme: Learning Turkish, Lesson No. 1
13.05 Indonesian Hour:
14.05 Bengali Programme - Friday Sermon of 28/11/97 by Huzoor with Bengali Translation.
15.10 Tarjumatul Quran Class with Huzoor. (New) Rec. 03/06/98
16.15 Liqa Ma'al Arab, No.231 Rec. 30/12/96
17.20 French Programme: 'Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad De Qadian' (A.S.)
18.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.30 Urdu Class, Lesson No.212
19.35 German Service:
20.40 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor, No. 85 part 2 Rec. 15/03/97
21.15 Al-Maidah
21.40 M.T.A. Variety: Exhibition about Sahibzada Mirza Mansoor Ahmad Sahib
22.00 Tarjumatul Quran class with Huzoor (New) Rec. 03/06/98
23.05 Turkish Programme: Learning Turkish, Lesson No. 1
23.35 Arabic Programme: Summary of a Homeopathy Class

Thursday 4th June 1998
7 Safar

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.45 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor. (R) No. 85 Part 2 Rec. 15/03/96
01.30 Liqa Ma'al Arab, No.241
02.30 Canadian Desk: Tech Talk, No. 4
03.00 Urdu Class, No. 212
04.10 Learning Turkish, Lesson No. 1
04.50 Tarjumatul Quran Class with Huzoor (New) Rec. 03/06/98
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.30 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor (R) No.85 part 2
07.10 Sindhi Programme Friday Sermon of 23/02/96 by Huzoor
08.15 Al-Maidah
08.45 Liqa Ma'al Arab, No.241
09.50 Urdu Class, No. 212
10.55 Quiz - History of Ahmadiyyat No. 43
11.35 Durre Sameen - Correct Pronunciation of Nazms
12.05 Tilawat, News
12.45 Learning Dutch Lesson No. 15 Part 2
13.10 Indonesian Hour
14.10 Bengali Service: Islam and Women's Rights, More..........
15.10 Homoeopathy Class with Huzoor Class No. 132, Rec. 18/12/95
16.15 Liqa Ma'al Arab, No. 242
17.20 Bosnian Programme: A Bosnian meeting in London. Rec.07/12/97
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class, No.213 Rec.05/10/96
19.35 German Service:
20.35 Children's Corner: Let's Learn Salat, No. 9
21.00 From The Archives: A speech by Maulana Abul Ata Sahib.
21.55 Homoeopathy Class with Huzoor Class No. 132
23.00 Learning Dutch Lesson 15, Part 2
23.25 Documentary: Jalsa Salana Highlights, 1984 - 1996

....

Translations for Huzur's Programmes are available on following Audio frequencies:

English: 7.02mhz;
Arabic: 7.20mhz;
Bengali: 7.38mhz;
French: 7.56mhz;
German: 7.74mhz;
Indonesian/Russian: 7.92mhz;
Turkish: 8.10mhz.

Prepared by: MTA Scheduling Department

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 5 Friday, May 29, 1998 No. 22

حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

بریلی میں "محافظین ختم نبوت" کا شرمناک دنگل

عین اس وقت جبکہ آج سے تریسٹھ سال قبل جب احراری لیڈر کانگرس اور ایمرسن حکومت کی پشت پناہی میں تحریک احمدیت کے خلاف میدان مخالفت میں اتر چکے تھے اور ملک بھر میں احمدیوں کے خلاف تشدد اور گالیوں کے اکھاڑے سجا رہے تھے ۔ بریلی میں ۲۵، ۲۶، ۲۷ اور ۲۸ اپریل ۱۹۳۵ء کو دیوبندی ملاؤں کا بریلوی حضرات سے مناظرہ ہوا جو آخری دن شرمناک دنگل کی شکل اختیار کر گیا۔ وجہ یہ ہوئی کہ دیوبندی مناظر نے نہایت دیدہ دہنی سے یہ کہا کہ "میں بھی بھوکا مرتا ہوں اور میرے آقا محمد رسول اللہ بھی بھوکے مرا کرتے تھے جو حشر میرا وہ حشر ان کا" (معاذاللہ)

ایک دیوبندی مؤلف محمد رفاقت حسین فاروقی کا بیان ہے کہ:

"حضرت مولانا غیر معمولی ایمانی جوش کے ساتھ یہ تقریر فرمارہے تھے اور آپ کی تقریر یہیں تک پہنچی تھی کہ رضاخانیوں کے صدر مولوی حبیب الرحمٰن کھڑے ہوگئے اور شور مچانا شروع کیا کہ توبہ توبہ کرو حضورؐ کو بھوکا کہہ دیا، تم مرتد ہوگئے، تم واجب القتل ہو۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب صدر اہل سنت نے مولوی حبیب الرحمٰن کا یہ فسادانگیز رویہ دیکھ کر ان کو متنبہ کیا اور فرمایا کہ آپ صدر ہیں اپنی ذمہ داریاں محسوس کریں ورنہ اگر ہنگامہ ہوگیا تو اس کی ذمہ داری محض آپ پر عائد ہوگی۔ لیکن معلوم ہوتا تھا کہ مولوی حبیب الرحمٰن کی یہ کارروائی وقتی نہیں تھی بلکہ کسی خاص مشورہ اور سازش کے تحت تھی۔ کہ حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب کے اس انتباہ کے بعد بھی وہ باز نہیں آئے بلکہ اب ان کے ساتھ ان کا سارا پلیٹ فارم کھڑا ہوگیا اور سب نے شور مچانا شروع کر دیا کہ تم نے حضورؐ کو بھوکا کہہ دیا، تم مرتد ہوگئے، تم واجب القتل ہو، ابھی توبہ کرو۔ جب رضاخانی پلیٹ فارم سے سب نے یہی آواز بلند کی تو رضاخانی غنڈوں کے ایک جتھے نے حضرت مولانا محمد منظور صاحب اور آپ کے رفقاء پر حملہ کرنا چاہا۔ لیکن اہل سنت کی ایک کثیر جماعت نے جیسے ہی صورت حال کو نازک ہوتے دیکھا اپنے علماء کرام کو ایک زبردست حصار میں لے لیا اور اسی حفاظت کے ساتھ مقام مناظرہ سے باہر لایا گیا۔ اور رضاخانیوں نے اس طرح ہنگامہ فساد برپا کر کے مناظرہ ختم کر دیا۔

اگرچہ مناظرہ کے اس ناخوشگوار طریقہ پر درہم برہم ہونے کا ہم کو بے حد افسوس ہے مگر اس سے اتنا فائدہ ضرور ہوا کہ رضاخانی علماء اور عوام کی شرافت اور انسانیت بے نقاب ہوگئی اور برائ العین سب مسلمانوں نے مشاہدہ کر لیا کہ یہ لوگ جب جواب سے عاجز آتے ہیں تو کس طرح شرارت اور بدتمیزی کی عریاں تصویر بن جاتے ہیں۔

جس وقت اس فساد کی ابتداء ہوئی ہے تو یہ دیکھا گیا کہ کچھ رضاخانیوں نے اندر سے لاٹھیاں اور چھریاں وغیرہ نکالیں جس سے اس خیال کی اور تائید ہوئی کہ یہ ہنگامہ وقتی نہیں تھا بلکہ پہلے سے اس کے متعلق کوئی مشورہ ہو چکا تھا اور ان لوگوں کے ارادے بہت زیادہ خطرناک تھے مگر حق تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ان کے شر سے محفوظ رکھا"۔ (فتح بریلی کا دلکش نظارہ، صفحہ ۱۷۷ تا ۱۷۹ مؤلفہ محمد رفاقت حسین صاحب فاروقی ۔ناشر مکتبہ الحسیب، غلام محمد آباد، فیصل آباد۔ تالیف صفر ۱۳۵۴ھ)

دوسری طرف بریلوی عالم محمد حامد اشرفی نے اس ہنگامہ آرائی کی منظر کشی مندرجہ ذیل الفاظ میں کی:

"ناپاک الفاظ کو اس گستاخ بددین مناظر وہابیہ کی زبان سے سن کر مجمع میں سخت ہیجان پیدا ہوا اور مجمع کی جانب سے فوراً مطالبہ ہوا کہ تم شان رسالت میں توہین اور گستاخی سے پیش آئے ہو۔ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں گستاخیاں اور توہین کرتے ابھی تک تمہارا جی نہیں بھرا ہے۔ جلدی توبہ کرو۔ وہابیہ جن دو عرب صاحبان کو آج اپنے ہمراہ لائے تھے انہوں نے اور دیگر وہابیہ نے بھی مناظر وہابیہ کو توبہ کی طرف توجہ دلائی مگر اس نے بار بار اصرار کے باوجود توبہ نہ کی اور مجمع میں توبہ نہ کرنے پر اشتعال پیدا ہو گیا اور جماعت وہابیہ رسوائی کے ساتھ وقت مناظرہ ختم ہونے سے ایک گھنٹہ قبل جوتیاں میدان میں چھوڑ کر میدان مناظرہ سے بھاگ نکلے۔ مناظر اہلسنت مولانا مولوی سردار احمد صاحب اور جو ان کے ساتھ علمائے کرام تھے وہ اور مجمع اپنی جگہ پر قائم رہا۔ وہابیہ کے گندے مذہب پر مجمع میں لعنت و ملامت کی آوازیں اٹھ رہی تھیں۔ اور مجمع پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ دیوبندی جماعت کے دل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کا جو جذبہ ہے جیسا کہ ان کی کتابوں سے ظاہر ہوتا تھا آج ان کی زبان پر آگیا اور ہم نے کانوں سے سن لیا۔ مجمع وہاں سے کسی طرح نہ ہلتا تھا۔ واعظ شیریں مقال جناب مولانا عبدالحفیظ صاحب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل میں ایک مختصر تقریر فرمائی اور ساڑھے گیارہ بجے جلسہ کو صلاۃ و سلام پر ختم کر دیا۔ اہلسنت کو بتوفیقہ تعالیٰ اس مناظرہ میں جو روشن فتح ہوئی اس کی مثال مشکل سے ملے گی"۔

("مناظرہ بریلی کی مفصل روداد" صفحہ ۱۹۳، ۱۹۵ از مولوی محمد حامد اشرفی ناشر مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور)

فاعتبروا یا اولی الابصار

بفضلِ ایزد ہمارے صبر و ثبات کی تو چٹاں وہیں ہے
ہیں آج لیکن کہاں ہمیں کاسۂ گدائی تھمانے والے (ثاقب زیروی)

جناب ذوالفقار علی بھٹو، سابق وزیر اعظم پاکستان نے جب ۱۹۷۴ء میں احمدیوں کے خلاف شدید معاندانہ رویہ اختیار کیا اور ظالمانہ کارروائیوں اور بیانات کا سلسلہ شروع کیا تو یہ بھی کہا کہ وہ "احمدیوں کے ہاتھ میں کشکول پکڑوادیں گے......"

خداوند کریم نے احمدیوں کو تو ہمیشہ اپنی رحمت اور عنایات ازلی و ابدی کے تحت نوازا اور نواز رہا ہے اور ہم آئندہ بھی اپنے خالق و مالکِ حقیقی سے ہر لحہ اس کی بے پایاں رحمتوں کے نزول کے خواستگار ہیں۔ لیکن آج آپ اسی ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی دُختر محترمہ بے نظیر بھٹو، سابق وزیر اعظم پاکستان (جو بچپن سے زر و جواہر میں کھیلتی رہی ہیں) کا بیان ملاحظہ فرمائیں جو ساری دنیا میں نشر ہوا اور شائع ہورہا ہے۔ وہ فرماتی ہیں:

"I don't have a penny to pay my children's school fees and I am not a person who is accustomed to this", she said.

یعنی میرے پاس اپنے بچوں کی سکول کی فیس دینے کے لئے ایک پیسہ بھی نہیں ہے اور میں اس قسم کی صورتحال کی کبھی عادی نہیں رہی۔

ان کا مزید بیان ملاحظہ ہو:

"The former Premier said she would return to Pakistan shortly, but would first fly to Dubai to try to raise funds to pay her children's school fees before returning to Pakistan".

(Dawn The Internet Edition.13th May,1998)

یعنی سابق وزیر اعظم پاکستان نے کہا کہ وہ جلد ہی پاکستان واپس جائیں گی مگر پاکستان واپسی سے پہلے وہ دُبئی جائیں گی تاکہ وہاں بچوں کی سکول فیس کے لئے کچھ رقم اکٹھی کر سکیں۔

ان فی ذالك لعبرة لاولی الابصار۔ یقیناً اس میں بصیرت رکھنے والوں کے لئے عبرت کا سامان ہے۔

(مرسلہ: مسعود احمد خورشید سنوری از امریکہ)

☆......☆......☆

یک روزہ نیشنل سیمینار برائے تبلیغ

(بیلجئم): خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ بیلجئم نے امسال مورخہ ۵ / اپریل ۱۹۹۸ء کو برسلز مشن ہاؤس میں اپنی تبلیغی مساعی کا جائزہ لینے اور آئندہ کے لئے تبلیغی لائحہ عمل بنانے کے لئے "پہلا یک روزہ نیشنل سیمینار برائے تبلیغ" منعقد کیا۔

اس سیمینار کا آغاز مکرم حامد محمود شاہ صاحب امیر جماعت کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے اپنے افتتاحی خطاب میں موجودہ دور میں تبلیغ کی اہمیت کے بارہ میں شرکاء کو نصائح کیں۔ اور اس تبلیغی سیمینار سے کما حقہ استفادہ کرنے کی تلقین کی۔ اس افتتاحی خطاب کے بعد آپؐ نے دعا کرائی اور پھر بقیہ پروگرام شروع ہوا۔ اس سیمینار میں بیلجئم کی کل ۱۱ جماعتوں میں سے ۱۰ جماعتوں کے ۵۰، احباب شریک ہوئے۔ سب سے پہلے انفرادی تبلیغ کا جائزہ لیا گیا۔ اس میں ۱۵ داعیان الی اللہ نے اپنے طرز تبلیغ اور تجربات سے سب شرکاء کو آگاہ کیا۔ پھر جن جماعتوں نے جماعتی سطح پر پچھلے تین ماہ میں جو تبلیغی پروگرامز بنائے تھے ان کے صدران یا سیکرٹریان تبلیغ نے اپنے اپنے پروگراموں کی تفصیل بتائی۔

پروگرام کے ایک اہم حصہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک خطبہ جمعہ جس میں حضور انور نے تبلیغ کے موضوع پر ہدایات ارشاد فرمائی تھیں اور یورپ میں تبلیغ کے گر بتائے تھے سنایا گیا۔ اس کے بعد سوال و جواب کا ایک پروگرام ہوا جس میں داعیان الی اللہ نے تبلیغ کے دوران پیش آنے والے بعض مشکل سوالات پوچھے۔ پھر تبلیغ کے موضوع پر ایک تقریر ہوئی۔ اس کے بعد شرکاء نے اپنے اپنے صدر صاحب کے ساتھ مل کر آئندہ کا تبلیغی پروگرام مرتب کیا۔

آخر پر مکرم امیر صاحب نے دعا کرائی اور یہ تبلیغی سیمینار اختتام پذیر ہوا۔ اس پروگرام میں مجلس خدام الاحمدیہ برسلز کے خدام نے مہمان نوازی کی۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ قارئین سے درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ بیلجئم کی جماعت کو حضور انور کے ارشادات کی روشنی میں احسن رنگ میں مؤثر اور نتیجہ خیز تبلیغ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں:۔

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔